ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۷ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

۱۸ جون ۱۹۶۵ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

گذشتہ سے پیوستہ

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مرسلہ:۔ ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی شیخوپورہ

۲۵۔ لا یجتمع حب ہٰؤلاء الاربعۃ الا فی قلب مؤمن ابی بکر و عمر و عثمان و علی ابن ابی طالب

ترجمہ:۔ سوائے قلب مومن کے ابوبکرؓ عمرؓ۔ عثمانؓ اور علی ابن ابی طالب کی محبت اور کسی جگہ جمع نہیں ہوتی۔

۲۶۔ ان اللہ اختار اصحابی علی جمیع العالمین سوی النبیین و المرسلین فاختار من اصحابی اربعۃ ابابکر و عمر و عثمان و علی ابن ابی طالب۔

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالےٰ نے میرے صحابہ کو تمام جہان پر فضیلت بخشی ہے سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔ پھر مَیں نے اپنے صحابہ میں سے چار صحابہ کو چن لیا۔ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ اور علیؓ ابن ابی طالب کو۔

۲۷۔ ان اللہ افترض علیکم حب ابی بکر و عمر و عثمان و علی کما افترض علیکم الصلوٰۃ والزکوٰۃ والصوم والحج فمن ابغض واحدا منھم لم یقبل اللہ لہ صلوٰۃ ولا زکوٰۃ ولا صوما ولا حجا۔

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالےٰ نے تم پر ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ اور علیؓ سے محبت رکھنی ایسی فرض کی ہے جیسا کہ تم پر نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ اور حج فرض کئے ہیں۔ پھر جو کوئی تم میں سے کسی ایک صحابی سے بغض رکھے گا تو اللہ تعالےٰ اس کی نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ اور حج کو قبول نہیں فرمائے گا۔

۲۸۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم راٰہ ابی بکر و عمر فقال ھٰذان السمع والبصر۔

ترجمہ:۔ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ یہ میرے گوش و چشم ہیں۔

۲۹۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی بکر و عمر ھٰذان سیدا اہل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین۔

ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ دونو پہلے اور پچھلے جنتیوں کے سردار ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔

۳۰۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لابی بکر انک اول من ید خل الجنۃ من امتی۔

ترجمہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابابکرؓ سے فرمایا۔ بے شک تو میری اُمت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گا۔

۳۱۔ قال النبی لابی بکر انت مؤانسی علی الحوض وصاحبی فی الغار۔

ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا۔ تم حوض پر بھی میرے ساتھی ہوگے اور غار میں بھی تم میرے ساتھی تھے۔

۳۲۔ ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر و قلبہ۔

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالےٰ نے حضرت عمرؓ کے قلب اور زبان پر حق جاری کر دیا ہے۔

۳۳۔ لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب

ترجمہ:۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا۔ تو عمر بن خطابؓ ہوتا۔

۳۴۔ ان عثمان لاول من ھاجر الی اللہ باھلہ بعد لوط۔

ترجمہ:۔ بے شک عثمانؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت لوطؑ کے بعد اپنے اہل کے ہمراہ اللہ کی طرف ہجرت کی

۳۵۔ لکل نبی رفیق فی الجنۃ و رفیقی فی الجنۃ عثمان بن عفان۔

ترجمہ:۔ ہر نبی کا جنت میں رفیق ہے اور میرا رفیق جنت میں عثمان بن عفان ہوگا۔

۳۶۔ قال النبی انت اخی فی الدنیا والاخرۃ

ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تُو (ابوبکر صدیقؓ) دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔

۳۷۔ انا مدینۃ العلم و علی بابھا۔

ترجمہ:۔ مَیں مکانِ حکمت ہوں اور علیؓ اُس مکان کا دروازہ ہے۔

۳۸۔ الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ۔

ترجمہ:۔ امام حسنؓ اور امام حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

۳۹۔ ھٰذان ابنای وابنا ابنتی اللھم انی احبھما فاحبھما و احب من یحبھما۔

ترجمہ:۔ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ مَیں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں پس تُو بھی ان دونوں سے محبت رکھ۔

۴۰۔ اکرموا العلماء فانھم ورثۃ الانبیاء فمن اکرمھم فقد اکرم اللہ و رسولہ۔

ترجمہ:۔ علماء کی عزت کیا کرو۔ بے شک وہ انبیاء کے وارث ہیں۔ جس کسی نے اُن کی تعظیم کی۔ پس تحقیق اس نے اللہ اور اُس کے رسول کی عزت کی۔

طوفانِ بادو باراں

یعنی

بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک

سن کر

اللہ تعالےٰ کی امان میں آنے کے لئے

یہ دعا پڑھنی چاہیے:۔

ربنا لا تقتلنا بغضبک و لا تھلکنا بعذابک و عافنا قبل ذالک۔

ترجمہ:۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں غضب سے قتل نہ کر اور اپنے عذاب سے غارت نہ کر اور اپنے عذاب سے پہلے امان دے دے۔

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

خدام الدین

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۱ | ۱۷ر صفر المظفر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۸ر جون ۱۹۶۵ء | شمارہ ۵

سود کے بغیر

بنکاری نظام کا تجربہ

کراچی میں انوسٹمنٹ اینڈ فنانس کارپوریشن کے نام سے ایک نئی قسم کا بنک کھُلا ہے۔ اس بنک کے بانی جناب ارشاد حسین صاحب ہیں۔ انہوں نے اس نئے بنک کے نظام کار کی وضاحت کرتے ہوئے ایک پریس کانفرنس میں یہ اعلان کیا ہے کہ یہ بنک سود کی لعنت سے پاک ہوگا۔ اس بنک میں روپیہ جمع کرنے والوں کو کارپوریشن ہر سال کے آخر میں بونس کی شکل میں منافع تقسیم کرے گی۔ یہ منافع جمع ہونے والے روپے کو سرمایہ کے طور پر کاروبار میں لگا کر حاصل کیا جائے گا اور کارپوریشن کے ارکان اپنی ذاتی ضروریات کے لئے جو قرض لیں گے اُس پر کوئی سود نہیں لیا جائے گا۔

کئی سال ہو گئے سٹیٹ بنک کے پہلے گورنر جناب زاہد حسین صاحب کے متعلق سنا تھا کہ انہوں نے بھی اپنے دورِ گورنری میں کوئی خاکہ اس سلسلے میں تیار کیا تھا اور وہ حکومت کے سامنے پیش کیا تھا یا کرنا چاہتے تھے لیکن نہ جانے اُس کا کیا حشر ہوا اور کیوں اُسے عملی جامہ نہ پہنایا گیا——؟

پچھلے دنوں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب جالندھری خطیب جامع مسجد نور منٹگمری و خلیفہ مجاز امام الاولیاء حضرت لاہوری قدس سرہٗ العزیز کی دعوت پر منٹگمری تشریف لے گئے تو وہاں بھی ایک بنک کے منیجر صاحب (جن کا نام ذہن میں اس وقت محفوظ نہیں) نے بلا سود بنکاری نظام کا ایک نقشہ حضرت مولانا مدظلہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور دعویٰ کیا کہ سود کے بغیر بھی بینکنگ کا نظام چل سکتا ہے۔ انہیں حسرت تھی کہ کوئی شخص آگے بڑھے اور اس تجربہ کو آزمائے۔ غرض یہ مسئلہ اور تصور کہ بنکاری نظام سود کی معصیت سے پاک ہو۔ شعبۂ بینکنگ سے تعلق رکھنے والے دردمند مسلمانوں کے دماغوں میں ایک مدت سے کروٹیں لے رہا تھا اور ظاہر ہے ہر مسلمان کے دل کی طبعی خواہش بھی یہی ہونی چاہئے۔ کہ معاشرہ سود کی لعنت سے نجات پا جائے۔ کیونکہ اسلام نے سود کو ہر صورت اور ہر جہت میں حرام قرار دیا ہے۔ جو شخص سود کھاتا ہے قرآن حکیم نے اس کے حالات و واردات کو اُس کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس کو شیطان چھو کر مخبوط الحواس کر دے اور اس پر بس نہیں کیا بلکہ سود خواری کی معصیت کو "حرب من اللہ و رسولہ" اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ اعلان جنگ قرار دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ بھی اس سلسلہ میں نہایت واضح ہیں۔ آپ نے سُود کی ہر شاخ کو حرام قرار دیا ہے اور فرمایا ہے جو شخص معلوم ہونے کے باوجود سود کا ایک درہم کھاتا ہے اُس کو چھتیس زنا سے زیادہ کا گناہ ہوگا۔

غرض صاف طور پر واضح ہے کہ شریعت حقہ نے سود کو ہر اعتبار سے مردود ٹھہرایا ہے۔ اس کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ لیکن بُرا ہو ہماری ڈھائی سو سالہ غلامی کا کہ وہ چیزیں جنہیں اسلام سے دُور کا بھی تعلق نہیں معاشرے میں مکمل طور پر راہ پا گئی ہیں۔ حرام کو ہمارے نظام معیشت میں آہستہ آہستہ اور اس انداز سے داخل کیا گیا ہے کہ اس سے چھٹکارے کی کوئی صورت ہی اب نظر نہیں آتی۔ سود ہی کو لے لیجئے سودی کاروبار ہر طرف زوروں پر ہے تنخواہوں میں سُود ہے۔ لین دین میں سُود ہے، تجارت سُود سے ہو رہی ہے۔ اور بین الاقوامی معاملات تک سود کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ غرض نظام معیشت کا کوئی گوشہ بھی سود کی دستبرد سے محفوظ نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربِ قیامت کی نشانیوں میں ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی تھی کہ سود اس قدر عام ہو جائے گا کہ اگر کوئی شخص سود سے حد درجہ بچاؤ بھی کرنا چاہے تو اس کا دھوآں تو ضرور ہی اس تک پہنچ جائیگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت آ پہنچا۔ اور قربِ قیامت کا اعلان کر رہا ہے۔ بہرحال جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ قدرت کے فیصلے کسی کی جد و جہد اور کوشش سے بدلا نہیں کرتے اور نہ کوئی ان میں دخیل ہو سکتا ہے۔ لیکن مسلمان ہونے کے اعتبار سے ہمارا فرض یہ ہے —— کہ ہم حتی المقدور اپنی تمام مساعی کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر حالت میں خدا کی نافرمانی اور حرام سے بچیں۔ اور نظام معیشت کو حرام کمائی کے چنگل سے نجات دلائیں۔ نوشتۂ ازلی یقیناً تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ مگر ہماری نیک نیتی کا پھل اور کارِ خیر میں پیش قدمی کا صلہ ہمیں ضرور مل جائے گا۔ ہم امتحان میں کامیاب ہوں گے اور انشاء اللہ العزیز ہماری آخرت سدھر جائے گی۔ چنانچہ ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم خدا کے قانون کو بالادستی دلانے اور کتاب و سنت کے مطابق قوانین کے نفاذ کے لئے سراپا عمل بن جائیں جس حد تک ہو سکے اپنے اپنے دوائر میں شریعت کے احکام و قوانین کی ترویج و اشاعت کریں اور لوگوں کو خدا کی نافرمانی اور حرام کمائی سے بچا لیں۔ کیونکہ معاشرہ کی اکثر بیماریاں اکل حرام ہی کا

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

مجلس ذکر: ۹ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ : ۱۰ جون ۱۹۶۵ء

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ

از حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

مرتبہ: خالد سلیم

الحمد للہ وکفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

حضرتؒ ہر جمعرات کو مجلس ذکر کے بعد اصلاح حال کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور فرمایا کرتے تھے۔ اُن کے ارشادات اور روحانی امراض سے نجات حاصل کرنے کے طریقے "مجالس ذکر" کے نام سے شائع ہو گئے ہیں۔ آپ ان کتابوں کو ضرور پڑھیں اور دوسروں کو پڑھائیں۔ اُن کو بار بار پڑھیں اور سنیں کیونکہ جب بات کی تکرار ہوتی ہے وہ دل میں بیٹھ جاتی ہے۔ اور اس کا اثر بھی ہوتا ہے اس لئے حضرتؒ سبق پکانے کے لئے بار بار چیزوں کو دہرایا کرتے تھے۔ الدین النصیحۃ دین کا خلاصہ خیر خواہی کرنا ہے یہ ایک نصیحت ہے۔ دین دوسروں کو نیکی اور بھلائی کی تلقین کرتے رہنے کا نام ہے۔ آج میں کثرت ذکر اللہ کے بارے میں کچھ عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمہ وقت اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے آمین!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

(اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کو بہت سا۔ تاکہ تمہارا بھلا ہو) اور ایک جگہ ارشاد ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّ سَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا (اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کو بہت سی اور پاکی بیان کرتے رہو اس کی صبح شام) اللہ تعالیٰ کے ہم پر بے حساب انعام و اکرام ہیں۔ ہم اس کی لاتعداد نعمتوں کو کھاتے ہیں۔ ہونا یہی چاہئے کہ جس کا کھائیے اُسی کا گائیے۔

ہمارے ذمہ فرض ہے کہ ہم انعامات الٰہی کی قدر و قیمت کریں اس کو ضائع نہ کریں۔ وقت کی قدر و قیمت یہ ہے کہ ہم اُسے نماز، ذکر اللہ اور تلاوت قرآن مجید، دوسروں کو نیکی اور بھلائی کی دعوت دینے میں صرف کریں۔ وقت جیسی قیمتی نعمت کو فضول گپ بازی اور لایعنی گفتگو میں ضائع نہ کریں۔ مال و دولت کی قدر و قیمت یہ ہے۔ کہ ہم اس میں سے زکوٰۃ، صدقات و خیرات ادا کریں۔ غرباء و مساکین اور یتیموں کی امداد کریں۔ بے حیائی۔ سینما۔ شراب نوشی۔ اور ڈانس کلبوں میں ضائع نہ کریں۔ اسی طرح دوسری نعمتوں کی قدر و قیمت کریں۔ یہ ہے شکرانِ نعمت۔

ہر موقع و حال میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو سامنے رکھیں۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہر کام کرنے سے پہلے یہ سوچ لو کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے یا ناراض۔ اگر اُس کام میں رضاء الٰہی ہے۔ تو بے کھٹکے، بلا خوف و خطر کر گذرو۔ اگر اُس کام سے اللہ راضی نہیں ہے تو اس کے قریب نہ پھٹکو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! سب سے بہتر کام کیا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ تمہاری زبان ہر وقت ذکر اللہ سے تر ہونی چاہئے یہ سب سے بہتر کام ہے۔

حضور اکرمؐ کے ارشادات گرامی قرآن مجید کی تشریح اور حضورؐ کی ساری زندگی مبارک قرآن مجید کی زندہ تفسیر ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:۔

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ۔

ترجمہ:۔ اور جو یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے اور بیٹھے، کروٹ پر لیٹے ہوئے۔

اور ایک اور جگہ نماز کی روح بھی ذکر الٰہی قرار دی گئی ہے۔ فرمایا ہے۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (نماز قائم کرو میری یادگاری کے لئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری سیرت پڑھ سن لیں۔ آپ حضورؐ کو ہر حال اور ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول پائیں گے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، کھاتے پیتے سفر کرتے، سفر سے واپس آتے، کپڑے پہنتے، کپڑے اتارتے، مسجد میں داخل ہوتے مسجد سے باہر نکلتے، بازار میں جاتے۔ غرض ہر کام کرتے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے۔ مختلف مواقع پر مختلف دعائیں پڑھتے اور ذکر الٰہی کرتے۔ ہم مسلمانوں کو چاہئے کہ ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں اور حضورؐ کی مختلف دعاؤں کو یاد کریں۔ اور ان کو پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

اللہ تعالیٰ نے کسی اور کام کے لئے یہ نہیں فرمایا کہ میں تم کو یاد کروں گا۔ یہ تلقین ہے ذکر اللہ کثرت سے کرنے کی۔

اس سے بڑھ کر اس مشتِ خاکی کی اور کیا عظمت و شرافت ہو سکتی ہے کہ اس ناپاک ہستی کا ذکر اُس بارگاہ عالی پاک میں ہو۔ یہ معراج انسانیت انسان کو صرف ذکر الٰہی سے میسر آ سکتی ہے۔ اسی لئے مجالس ذکر منعقد کی جاتی ہیں اور ہمیشہ تلقین کی جاتی ہے۔ کہ ہمہ وقت اپنی زبان ذکر الٰہی سے تر رکھا کریں۔

وقت تو ضرور گذرے گا۔ اسے یاد الٰہی میں گذاریں یا فضول گپ بازی میں۔ بُری صحبت میں بیٹھیں یا اچھی اور نیک صحبت میں۔ غرض اچھا اور سمجھدار وہ ہے جو اس وقت جیسی قیمتی نعمت کی قدر کرے۔ خوب ذکر اللہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسی کی قدر و منزلت ہے۔ جو متقی و پرہیزگار ہو۔ انسان متقی و پرہیزگار یاد الٰہی کثرت سے کرنے سے بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو متقی و پرہیزگار بنائے۔ آمین

(باقی صہ ۱۷ پر)

خطبۂ جمعہ: ۱۱ جون ۱۹۶۵ء / ۱۰ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ

وہ مال جس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے عذابِ الٰہی کا موجب بنے گا

از: حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الّذین اصطفٰی: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشّیطٰن الرّجیم بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم:-

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَ الْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۙ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۙ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ۝

ترجمہ:- اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دے۔ جس دن وہ دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر اس سے اُن کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔ یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا۔ سو اس کا مزہ چکھو جو تم کرتے تھے۔

محترم بزرگو! اللہ رب العزّت کا ارشاد ہے کہ جو لوگ دولت اکٹھی کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور خزانوں میں اور تجوریوں میں بے تحاشا روپیہ پیسہ اکٹھا کر رہے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا جس کی وجہ سے وہ چیخنے لگیں گے ـــــ اس وقت تو روپیہ جمع کرنا انہوں نے اپنا سب سے بڑا شغل بنا رکھا ہے اور اس کی محبت میں پھنس کر آخرت سے بے نیاز ہو گئے ہیں ـــــ چنانچہ ایسے لوگ اگرچہ بظاہر تو عیش و آرام میں نظر آتے ہیں مگر درحقیقت تکلیفیں جھیلتے ہیں۔ لیکن روپیہ کے مقابلہ میں اُن کو خاطر میں نہیں لاتے۔ اگر غور کیا جائے تو دنیا میں بھی روپیہ پیسہ اور مال و دولت بہت سے لوگوں کے لئے بہت سی پریشانیوں کا باعث ہوتا ہے اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس کے فکر میں بھوک، پیاس اور نیند تک غائب ہو جاتی ہے بلکہ بسا اوقات جان تک کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ لیکن مرنے کے بعد تو یہ مال و دولت سوائے دُکھ پہنچانے کے اور کسی کام نہ آئے گا۔

آج آپ ایک پیسہ ہی آگ میں لال کرکے ہتھیلی پر رکھ کر دیکھ لیجئے کہ کیا گت بنتی ہے۔ اس کے بعد غور کیجئے کہ سارا سونا چاندی معمولی آگ میں نہیں، دوزخ کی آگ میں تپا کر مالدار کے بدن پر رکھ دیا جائے گا اور پھر ٹھنڈا ہونے کے بعد پھر گرم کرکے رکھا جائے گا اور اسی طرح برابر ہوتا رہے گا۔ چنانچہ اس حالت کا اندازہ فرمائیے کہ اُس وقت کیا حال ہوگا۔

صدر ایوّب

نے تو انجمن حمائت اسلام کے سالانہ جلسہ میں صرف یہی کہا ہے کہ دولت مندوں کو عوام کی فلاح و بہبود پر تنگ دلی کام نہ لینا چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ عوام ایسے دولتمندوں کے گلے پر ہاتھ ڈالنا شروع کر دیں۔ لیکن اسلام صاف اور برملا طور پر یہ اعلان کر رہا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں کو خرچ نہیں کرتے اُن کو قطعاً معاف نہیں کیا جائے گا۔ اُن کے لئے دردناک اور تڑپا دینے والا عذاب ہوگا۔ اور ان کے چاندی اور سونے کے سکوّں سے ہی اُن کی پیشانیوں، اُن کے پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا ـــــ اور یہ اس لئے ہے کہ بخیل سے کسی اچھے کام کے واسطے روپیہ دینے کے لئے کہو تو پہلے تو اس کی پیشانی پر بل پڑ جاتے ہیں۔ زیادہ کہو تو پہلو بدل کر منہ پھیر لیتا ہے اور اگر اصرار کرو تو پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے۔ اس لئے انہی تین چیزوں پیشانی پہلو اور پیٹھ پر داغ دئے جائیں گے۔ پس اگر عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو اللہ جل شانہٗ کی راہ میں مال کو خرچ کیا کرو۔ اور بخل سے بچو۔

روپیہ کا مصرف

یاد رکھئے روپیہ اس لئے ہے کہ لوگ اپنی ضرورت کی چیزیں مثلاً غلّہ، کپڑا وغیرہ لے سکیں روپیہ پیسہ بجائے خود اصل مقصود نہیں ہے بلکہ ضروریات زندگی مہیّا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ چنانچہ ہر شخص کے پاس اتنا روپیہ چاہیئے۔ کہ جس کو دے کر وہ ضروریاتِ زندگی اور آرام کی چیزیں آسانی سے حاصل کر سکے۔ یہ روپیہ کیسے ملے اس کا طریقہ یہ ہے کہ انسان دوسروں کے بھلے کے لئے کوئی کام یا محنت کرے اور اسے اس کی مزدوری میں ضرورت کے مطابق روپیہ دے دیا جائے۔

اسلام کا ضابطۂ محنت

اسلام کا ضابطۂ محنت یہ ہے کہ ہر شخص سوسائٹی کو نفع پہنچانے کے لئے اپنی مقدور بھر خوب محنت کرے۔ لیکن نیّت روپیہ کمانے کی نہ کرے۔ بلکہ یہ سوچ لے کہ میں اپنے بھائیوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے محض اللہ کے واسطے یہ کام کر رہا ہوں۔ اس کے بعد یہ شخص جس قدر کمائی کرے اُس سے فضول خرچی نہ کرے۔ بلکہ اپنی ضرورتوں کو پورا کرے اور بہ فراغت تمام زندگی بسر کرے۔ اس کے بعد جو کچھ بچ رہے اُس میں سے کچھ صدقہ کرے اور کچھ جمع بھی کرلے۔ لیکن یہ جمع جب زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ

دے۔ جو ضرورت مندوں، اپاہجوں اور دیگر مستحقین پر خرچ کی جائے اگر اس کے باوجود کچھ بچ رہے تو حج کرے۔ بشرطیکہ اس کی شرطیں پوری ہو جائیں۔

موجودہ طریقہ

روپیہ جمع کرنے کا جو طریقہ آج کل رائج ہے اور جس میں ظلم، تعدی، لوٹ کھسوٹ سب کچھ کرنا پڑتا ہے یہ اسلام کی روح کے سراسر خلاف ہے۔ اس سے چند لوگوں کے پاس روپیہ اکٹھا ہو جاتا ہے۔ امیر، امیر تر ہوتے جاتے ہیں اور غریب غریب تر۔ ایک قلیل سی تعداد لوگوں کی مزے اڑاتی ہے۔ اُسے زندگی کی ہر قسم کی آسائشیں میسّر ہوتی ہیں۔ اور وہ عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتی ہے۔ لیکن باقی لوگ ضروری چیزوں تک کے لئے ترستے رہتے ہیں۔ اور بعض کئی کئی دن بھوکوں گذار دیتے ہیں۔

یاد رکھئے! وہ مال جو ظلم، تعدی، لوٹ کھسوٹ اور ناجائز وحرام طریقوں سے حاصل کیا گیا ہو۔ اُس میں سے زکوٰۃ، حج اور صدقہ وغیرہ کچھ بھی اللہ کے نزدیک مقبول نہیں ہوتا بلکہ آیت بالا کے مطابق الٹا عذاب کا باعث بنتا ہے۔ نیز وہ مال بھی عذاب الٰہی کا موجب بنے گا جس میں سے اللہ جل شانہٗ کی راہ میں کچھ خرچ نہ کیا جائے۔

وضاحت

یہاں ایک بات کی وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھنے لگ گئے ہیں کہ اسلام نے سرے سے مال ہی کو ممنوع قرار دے دیا ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اسلام نے مال کی تنقیص ضرور کی ہے مگر اُس مال کی جو ناجائز کاموں میں صرف ہو، غفلت پیدا کرے اور ناجائز ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو۔ وہ مال جو اللہ کی راہ میں صرف ہو، جس سے دین اور دینداروں کو نفع پہنچے اور جو مخلوقِ خدا کی بھلائی کے کام آئے وہ تو سراسر محمود ہے۔ اسی طرح اگر آپ غور کریں تو دنیا کی برائی بھی جا بجا بیان ہوئی ہے۔ لیکن کیا یہی دنیا "مزرعۃ الآخرۃ" (آخرت کی کھیتی) نہیں؟ کیا اسی دنیا میں کئے ہوئے اعمال سے جنت اور رب قدیر جل شانہٗ کی خوشنودی نہیں خریدی جا سکتی؟ ظاہر ہے اسی دنیا میں کئے ہوئے اعمال پر جنت ملے گی۔ اور رب تعالےٰ جل شانہٗ راضی ہوں گے

چنانچہ نتیجہ یہ نکلا کہ صرف مال بُرا نہیں ہے بلکہ اس کا استعمال اسے بُرا کر دیتا ہے۔ تلوار بہت اچھی ہے۔ اگر ذاتی تحفظ، مظلوم کی حمایت اور شر و فساد کو ہٹانے کے لئے استعمال ہو۔ لیکن یہی تلوار بہت بُری ہے اگر اس سے ناحق خونریزی کی جائے۔ کمزوروں کو دبایا جائے اور اپنے گلے پر پھیر لی جائے۔

پس جان لیجئے۔ کہ یہی صورت مال کی ہے۔ اگر اس کا مصرف صحیح اور خدا و رسولؐ کے احکام کے مطابق ہے تو یہ زینتِ حیوٰۃ، قیامِ معیشت اور فضل و رحمت کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ اور اگر اس کا استعمال غلط ہوا، خدا و رسولؐ کے احکام کے خلاف ہوا تو یہ باعثِ ہلاکت اور موجب عذابِ الٰہی ہوگا۔

روپیہ ضائع کیونکر ہوتا ہے

روپیہ کی اضاعت تین صورتوں سے ہوتی ہے:۔

۱۔ حیثیت سے زیادہ خرچ کیا جائے مثلاً حیثیت و ضرورت تو ہے ایک روپیہ گز کے چار کُرتوں کی اور بنا رہے ہیں تین روپیہ گز کے پانچ کُرتے ـــ حیثیت ہے گوشت روٹی کی اور اُڑا رہے ہیں مرغ پلاؤ اور بریانی ــــ

۲۔ بے جا خرچ کرنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ بلا ضرورت کپڑا خریدتے چلے گئے۔ خورد و نوش پر الللّے تللّوں سے خرچ کرنا شروع کر دیا۔ سینما دیکھے، تھیٹروں میں گئے۔ سیر و تفریح پر روپیہ اڑایا۔ ناچ رنگ میں برباد کیا یا مے نوشی اور اوباشی میں پڑ گئے۔

۳۔ تیسری صورت روپیہ ضائع کرنے کی یہ ہے کہ نمود و نمائش میں خرچ کیا جائے۔ مثلاً دھوم دھام سے تقریبیں کیں بڑی بڑی ضیافتیں کر دیں فیشن پر اُڑایا۔ تہوار زور و شور سے منائے۔ برادریوں کو موقع بے موقع کھلایا۔ اور بے کار و بے ضرورت زیور بنا لئے۔

اسلام نے ان سب باتوں کو لیا۔ ایک ایک کر کے لیا اور ہر ایک کے متعلق سخت سے سخت احکام نافذ کر کے روپیہ کا صحیح مصرف تجویز کیا۔ تاکہ روپیہ ضائع نہ جائے۔ اور مفید مقاصد کے لئے خرچ ہو سکے۔

اضاعتِ مال سے بچنے کے احکام

سب سے پہلے اوّلین صورت کا علاج تجویز فرمایا۔ اور جیسی صورت تھی ویسا ہی حکم دیا:۔

۱۔ كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۝

کھاؤ پیو، لطف اٹھاؤ مگر اسراف نہ کرو۔ یعنی حیثیت و ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرو۔ (کیونکہ) اللہ تعالیٰ مسرفوں کو دوست نہیں رکھتا۔

۲۔ دوسری صورت کے متعلق یہ نسخہ تجویز فرمایا۔ اور سخت حکم دیا کہ:۔

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ

یعنی ایک پائی بھی بے جا خرچ نہ کرو۔ کیونکہ بے جا خرچ کرنا نعمتِ الٰہی کی ناسپاسی اور شیطانی کام ہے۔ اور بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان بھی بہت ناشکرا تھا ــــ

۳۔ امر سوم کے متعلق ارشاد ہے:۔

وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَنْ يَكُنِ الشيطان قَرِينًا

یعنی جو لوگ نمود و نمائش پر لوگوں کے دکھاوے کے لئے اپنے مال خرچ کرتے ہیں ہم ان سے اس درجہ ناراض ہوتے ہیں کہ پھر اپنی توفیق سے بھی انہیں محروم کر دیتے ہیں۔ اور ایک شیطان اُن پر مسلّط کر دیتے ہیں جو انہیں گمراہ کرتا رہتا ہے اور برباد کر کے چھوڑتا ہے۔

بزرگانِ محترم! آپ مؤخر الذکر دونوں آیات پر غور فرمائیں اور مشاہدہ کی روشنی میں دیکھیں تو یہ حقیقت صاف طور پر سامنے آ جائے گی کہ آج تک کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا گیا کہ جس نے تبذیر اور نمود و نمائش کی راہ اختیار کی ہو اور وہ لاکھ کا ہوتے ہوتے خاک

(باقی صـ۱۷ پر)

حضرت قاضی صاحب مدظلہ کا جامعہ مدنیہ کیمبل پور میں

درسِ قرآن

عورت اور مال کی ناجائز محبت شر و فساد کا مبداء ہے

مرتبہ:- محمد سلیمان صاحب قادری

اِنَّمَا جَزَاؤُ الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ... تا .... وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط

(سورۃ المائدۃ - آیت ۳۳ تا ۴۰)

اللہ تعالےٰ نے سورۃ مائدہ میں زیادہ اصلاحِ عالم کا مسئلہ بیان فرمایا۔ شروع ہی میں فرمایا۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ط اے ایمان والو! وعدوں کو پورا کرو۔ یعنی جب آدمی مسلمان ہُوا تو اب اللہ تعالےٰ کے سب حکم ماننے کا مکلّف ٹھہرا۔ اس لئے اس آیت کریمہ کے بعد مختلف احکام بیان فرماتے۔ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ کے ضمن میں مختلف قسم کے وعدے آتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ وعدہ کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کو وحدہٗ لا شریک ماننے یعنی اپنا عقیدہ درست رکھے۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ شرک کے مسئلہ ہی میں طعام کا وعدہ بھی آ گیا۔ کہ وہ کھاؤ جو مَیں نے بتایا ہے اور اس کے کھانے سے رک جاؤ جس سے مَیں نے روکا ہے۔ یہ بھی توحید ہے۔

مسلمان کا کھانا پینا بھی اللہ تعالےٰ نے متعیّن فرمایا۔ چلنا پھرنا بھی متعیّن فرمایا عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا۔ رحمٰن کے بندے زمین پر بڑے وقار سے چلتے ہیں۔ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ط اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا۔ فرمایا مسلمان تیری یہ شان ہے کہ تُو زمین پر اکڑ کر نہ چل۔ دوسروں کو مت ذلیل سمجھ۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ط قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ۔ مردوں کو فرمایا کہ راستہ پر چلتے وقت نگاہ نیچی رکھو اور اپنی عصمتوں کو محفوظ رکھو۔ اور اسی طرح عورتوں کو بھی فرمایا کہ جب تم کسی کام کے لئے گھر سے باہر نکلو تو راستے میں اپنی نگاہوں کو نیچی رکھو اور اپنی عصمتوں کی حفاظت کرو اور غیروں پر اپنی زینت کا اظہار نہ کرو۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے اس حکم میں کیا حکمت ہے کہ راستے پر چلتے وقت نگاہ نیچی رکھو۔ قرآن میں سے اس کو ثابت کرتے ہیں کہ شیطان نے رب العالمین کے سامنے کہا کہ میں اولادِ آدم کو گمراہ کرنے کی غرض سے مختلف طریقے استعمال کروں گا۔ اور کہا۔ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّھُمْ مِّنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ وَمِنْ خَلْفِھِمْ وَعَنْ اَیْمَانِھِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِھِمْ۔ مَیں ان کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے سے آکر ان کو گمراہ کروں گا۔ حضرت فرماتے ہیں۔ کہ شیطان چاروں طرف سے آ سکتا ہے لیکن دو طرفوں سے نہیں آ سکتا۔ چونکہ جہتیں تو چھ ہیں۔ اوپر سے بھی نہیں آ سکتا اور نہ نیچے سے آ سکتا ہے۔ اب انسان کے لئے دو ہی راستے ہیں یا اوپر دیکھ کر چلے اور یا نیچے دیکھ کر چلے۔ اگر اوپر دیکھ کر چلے گا تو لامحالہ گر پڑے گا۔ اس لئے اسے ضروری ہے کہ نیچے دیکھ کر چلے۔ اس میں ہزاروں حکمتیں پنہاں ہیں۔ چونکہ حکیم کا حکم ہے اور حکیم بغیر کسی حکمت کے بات نہیں کہتا۔ اسی طرح مسلمان کی گفتار بھی متعین ہے۔ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ ط اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ط جب تُو بات کرنا چاہے تو اپنی آواز کو پست کر۔ لاابالی طریقے سے گدھے کی طرح نہ ہانک۔ آج کل ہمارے گھروں میں گدھے رکھے ہوئے ہیں۔ وہ تو ٹانگوں والا گدھا ہے اور یہ بغیر ٹانگوں کے ہے آپ کو معلوم ہے کہ یہ جو سارا دن یاں کرتا رہتا ہے ریڈیو شریف، اللہ تعالےٰ تو فرماتے ہیں کہ بھدّی آوازوں میں سے سب سے بھدّی آواز گدھے کی ہے۔ ہم کہتے ہیں نہیں یہ تو بڑی پیاری آواز ہے جب تک یہ نہ لگائیں ہمیں روٹی نہیں ہضم ہوتی۔ اللہ تعالےٰ اس خباثت سے مسلمانوں کے گھروں کو پاک فرمائے۔ مسلم کا کردار بھی متعیّن فرمایا۔ اَنْتُمْ شُھَدَآءُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ۔ تم تو اللہ کی زمین، اللہ کے دین کے گواہ ہو۔ یعنی تمہارا کردار اسلام کی زندہ نشانی ہے۔ دنیا میں جو اسلام پھیلا۔ علاوہ ازیں اور چیزوں کے اسلام کے پھیلانے میں مسلمان کے کردار کا بڑا دخل ہے۔ مسلمان اللہ کے دین کا داعی، اللہ کے دین کی چلتی پھرتی تصویر ہے۔ اسے دیکھ کر غیر مسلم بھی اسلام کی حقانیت پر ایمان لائیں تو اللہ تعالےٰ کے وعید میں سے کھانا بھی ہے کہ مسلمان کو کون کون سی چیزیں کھانی چاہئیں۔ ان کی حلت و حرمت کا ذکر فرمانے کے بعد فرمایا کہ مسلمان نکاح کس سے کرے۔ پھر وضو اور تیمّم کے مسائل بیان کر کے فرمایا کہ فساد کی جڑ کیا ہے۔ یہ فساد کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ اس پر اللہ تعالےٰ تاریخی شہادت پیش فرماتے ہیں کہ پہلا فساد نسل انسانی میں جو پیدا ہوا وہ بیوی سے پیدا ہوا۔ حضرت آدمؑ کے بیٹوں قابیل اور ہابیل کا جھگڑا ہی اسی بات پر ہوا کہ قابیل اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا تھا جو ہابیل کے لئے تھی اور اس شریعت میں وہ قابیل کے لئے حرام تھی۔ اس پر کشمکش ہوئی اور قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ۔ اسی سبب سے، یعنی بنی اسرائیل میں بھی جھگڑا اسی بات سے چلا۔ بنی اسرائیل قومی اعتبار سے جو لڑے اس کی بنیاد اس کی جڑ ایک بیوی کے جھگڑے سے ہوئی۔ ایک بیوی کے متعلق دو شخصوں کو دعوےٰ تھا ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ قاتل کا سراغ نہ ملتا تھا جس کا مفصل ذکر سورۂ بقرہ میں گذر چکا ہے (قارئین خدام الدین درس قرآن پارۂ اول میں ملاحظہ فرمائیں جو عنقریب چھپنے والا ہے) جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح بنی اسرائیل میں قتل بیوی سے شروع ہوا۔ مجھے بھی اپنی امت کے لئے جتنا خطرناک فتنہ، عورت کا نظر آتا ہے اتنا اور کوئی نہیں

یہ جھگڑے، یہ قتل مقاتلے، والدین کی نافرمانی، اغوا، اُددالے سب اسی وجہ سے ہیں۔ آج کی آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس طرح عورت کی ناجائز محبت شر و فساد کی جڑ ہے اسی طرح مال کی ناجائز محبت بھی شر و فساد کا مبداء ہے۔ ناجائز طریقے پر مال حاصل کرنے والے پر کئی طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے چوری اور ڈاکہ زنی دونوں ہیں۔ اس لئے ان آیات میں چور اور ڈاکو کی سزا بیان فرمائی۔ اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِیْنَ بے شک ان لوگوں کی یہی سزا ہے۔ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ۔ جو لڑتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اللہ کے رسولؐ کے ساتھ۔ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اور دوڑتے ہیں ملک میں فساد کرتے ہوئے۔ اس آیت پر اجماع ہے مفسرین کا کہ یہ آیت ڈاکہ مار کے حق میں ہے۔ ڈاکہ زن کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تو بندوں کو نہیں اللہ کو اور اللہ کے رسولؐ کو لوٹ رہا ہے۔ مسلمان کی تو یہ شان ہے کہ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَ یَدِہٖ مسلمان تو وہ ہے کہ جس کی زبان سے اور جس کے ہاتھ سے باقی مسلمان امن میں رہیں

میرے دوستو اور بزرگو! یہ لفظ قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے۔ ایک تیسرے پارے میں اللہ تعالیٰ نے سود کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ فرمایا اگر تو سود لینے سے باز نہیں آتا تو تیرے خلاف اللہ کی طرف سے اور اللہ کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ پھر تیار ہو جا۔ اور ایک یہاں فرمایا۔ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ معلوم ہوتا ہے۔ ڈاکہ زنی اور سود دو اتنے بڑے جرم ہیں۔ سود خوار، اللہ کی مخلوقات کی کھال اتارتا ہے۔ ان کا خون چوستا ہے۔ فرمایا، کرے۔ لیکن یاد رکھ میں تیری جڑ نکال کر رکھ دوں گا۔ یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ۔ اللہ تعالیٰ سود کو اور سودی کاروبار کرنے والے کو مٹاتے ہیں۔ اور آپ یاد رکھیں کہ عنقریب ایسی مہیب جنگ چھڑے گی جس میں یہ سب بڑے بڑے سود خوار ملک تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ اس لئے فرمایا کہ

جو شخص دنیا میں شر و فساد، چوری اور ڈاکہ زنی کے ذریعے برپا کرنا چاہتے ہیں اَنْ یُّقَتَّلُوْا ایسے لوگوں کو قتل کر دیا جائے اَوْ یُصَلَّبُوْا یا ان کو سولی چڑھا دیا جائے۔ اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْھِمْ وَ اَرْجُلُھُمْ مِّنْ خِلَافٍ یا کاٹ دئے جائیں ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف جانبوں سے۔ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ یا جلاوطن کر دئے جائیں۔ یہ اتنا دلیر ہو گیا کہ راستوں پر لوگوں کو لوٹتا ہے، پریشان کرتا ہے وہ کل پرسوں اخبار میں تھا کہ ایک فوجی بھائی کی بیوی نہیں مل رہی۔ لڑکی کو ساتھ لے کر کہیں چلی گئی۔ فرمایا ان کو قتل کر دو۔ گولی سے اڑا دو۔ یہ اب سوسائٹی میں رہنے کے قابل نہیں۔ ان کو ملک بدر کر دو۔ لیکن سزا عمل کے اعتبار سے ہو گی۔ ذٰلِکَ لَھُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا یہ ان کے لئے ذلت ہے اس دنیا میں وَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اور ان کے لئے قیامت میں بہت بڑا عذاب ہے اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْھِمْ مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کر لی تمہارے قابو پانے سے پہلے، ہتھیار پھینک دئے۔ اور آئندہ کے لئے کسی کو دکھ پہنچانے سے توبہ کر لی لیکن یہ اس حالت میں جب کسی قتل کی نوبت نہ آئی ہو۔ ورنہ وہاں تو معافی نہیں وہ تو حقوق العباد میں سے ہے فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پس جان لو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ڈھونڈو تم اللہ کے قرب کا راستہ وَ جَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ اور کوشش کرو اس کی راہ میں۔ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ تمہاری کامیابی چوریوں اور ڈاکہ زنیوں میں نہیں۔ اللہ کی مخلوقات سے زبردستی مال ہتھیا لینا۔ تم اس میں کامیابی سمجھتے ہو۔ اللہ فرماتے ہیں کامیابی اس میں نہیں۔ کامیابی تقویٰ میں ہے۔ اللہ کے خوف میں ہے۔ وسیلہ کے متعلق علماء نے بہت کچھ کہا ہے۔ اپنے نیک اعمال کو وسیلہ بنانا بھی ہے، کسی نیک بندے کا قرب بھی ہے۔ لیکن شیخ، نیک بندہ وہ ہو جو اللہ تک ملائے۔ جیسے وضو وسیلہ ہے نماز کے لئے۔ سارا دن وضو کرتا رہے

اور نماز نہ پڑھے تو وضو بے سود ہے۔ اسی طرح ہل چلانا وسیلہ ہے بیج بونے کے لئے۔ لیکن اگر بیج نہ بوئے تو ہل چلانا بے سود ہے، بے فائدہ ہے۔ اسی طرح شیخ سے مناسبت اس لئے پیدا کی جاتی ہے کہ وہ اللہ تک ملائے اور اگر اللہ سے جدا کرنے والا ہو تو شیطان ہے۔ تو مثال میں یوں ہو گا۔ گویا گندے پانی سے وضو کرنا۔ تمہاری کامیابی میری اطاعت میں ہے۔ میں اگر سیر نہ ہونے دوں تو دنیا کی کوئی طاقت کسی کو سیر نہیں کرا سکتی

دیکھئے بھائی! ایک آدمی نے ایک پیالہ پانی پیا، پیاس بجھ گئی وہ بہتر ہے یا وہ بہتر ہے کہ دریا کے کنارے بیٹھا ہے۔ پانی پی رہا ہے اور پیشاب کر رہا ہے مگر پیاس نہیں بجھ رہی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بے شک وہ لوگ جو کافر ہیں لَوْ اَنَّ لَھُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا۔ اگر ان کے پاس وہ سب کچھ ہو جائے جو دنیا میں ہے وَ مِثْلَہٗ مَعَہٗ اور اس جتنا اور بھی لِیَفْتَدُوْا بِہٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ تاکہ بدلے میں دے سکیں قیامت کے عذاب کے مَا تُقُبِّلَ مِنْھُمْ ان سے قبول نہ کیا جائے گا وَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ عذاب سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنا ضروری ہے یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ۔ وہ چاہیں گے کہ نکلیں وہ آگ سے۔ وَ مَا ھُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْھَا۔ لیکن وہ نکل نہ سکیں گے۔ وَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ اور ان کے لئے ہمیشگی کا عذاب ہے۔

یہ آیات کفار کے متعلق ہیں۔ لیکن ہمارے اعمال بھی ایسے ہی ہوئے تو بعید نہیں کہ ہم بھی سزا کے مستحق ٹھہریں۔ ویسے اللہ تعالیٰ سب کو بچائے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ شب معراج میرا گذر ایسے حوض سے ہوا جو خون اور پیپ کا بھرا ہوا تھا۔ اس میں کچھ لوگ غوطے مار رہے تھے۔ جب وہ باہر نکلنے کی کوشش کرتے تو پھر دھکا دیا جاتا پھر گر جاتے۔ میں نے پوچھا جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ سود خوار ہیں۔ پھر میں نے آگے چل کر دیکھا کہ ایک تنور ہے جس میں آگ جل رہی ہے آگ کے شعلہ کے ساتھ آدمی جو اس میں جل رہے تھے اوپر کو آتے۔ پھر ان کو دھکا دے کر

گرا دیا جاتا۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ
ہیں۔ جواب ملا یہ یتیم کا مال کھانے والے
ہیں۔ یہ تو اوپر پتھر دے کر آ جاتے ہیں
پتہ نہیں اندر کیا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالے
سب کی قبروں کو پُرنور فرمائے۔ کچی ہو
لیکن خدا راضی ہو۔ بڑے بڑے گنبد بنے
ہوں لیکن اندر کام خراب ہو تو وہ بھی
جہنم سے نکلنے کی کوشش کریں گے۔
لیکن نہ نکل سکیں گے کیونکہ زندگی اللہ
کی مرضی کے خلاف گذری وَالسَّارِقُ
وَالسَّارِقَۃُ اور چور مرد کو اور چور
عورت کو فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَھُمَا پس
کاٹ ڈالو ان دونوں کے ہاتھوں کو۔
جَزَآءًۢ بِمَا کَسَبَا یہ بدلہ ہے ان کی
کمائی کا نَکَالًا مِّنَ اللّٰہِ عبرت ناک
سزا ہے اللہ کی طرف سے، اللہ بڑا غالب ہے
اور بڑی حکمت والا ہے۔ مسلمان ہو کر چوری
چوری کر دی۔ یہ تو پاگل ہو گیا۔ مسلمان کا
ہاتھ تو امین ہے، اس کا ہاتھ خیانتی ہو
گیا ہے۔ اس ہاتھ پر ناسور ہو گیا ہے
اب اسے کاٹ دو ورنہ سارا بدن
خراب ہو جائے گا۔ سب سے بڑا حکیم
فرما رہا ہے۔ کہ ہاتھ کاٹ دو۔ اس
ہاتھ نے آج چوری کرائی۔ کل اس سے
قتل کرا دے گا۔ جس کے قصاص میں
لوگ اس کی جان لے لیں گے۔ اب
اس سے بہتر ہے کہ ہاتھ ہی کاٹ دو۔
ورنہ جان کا خطرہ ہے۔ فرمایا میں حکیم
ہوں۔ میں اس کا زیادہ خیر خواہ ہوں۔
میں نے حرم میں دیکھا کہ ایک آدمی
کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹے
ہوئے تھے۔ ممکن ہے کسی بیماری کی وجہ
سے ہوں۔ لیکن قیاس غالب یہی ہے کہ
چونکہ وہاں تعزیرات اسلامی نافذ ہیں۔ وہ
کوئی نامی گرامی ڈاکو ہوگا۔ آج اعتراض یہ
کیا جاتا ہے کہ اگر ہاتھ کاٹنے شروع کئے
تو سارے ٹنڈے ہو جائیں گے۔ تو بھائی
اگر ٹنڈا ہونے کا خطرہ ہے تو چوری ہی
کیوں کرتا ہے۔ چوری چھوڑ دے۔ فرمایا
چور کے ہاتھ ہی کاٹ دو تاکہ قصہ ہی
ختم ہو جائے۔ اور فرمایا اس پر اعتراض
مت کرو۔ یہ بھی میری حکمت کا تقاضا ہے
دیکھئے جی! ایک آدمی آپ کے پاس
آئے۔ اس کی داڑھی بھی ہو، ہاتھ میں تسبیح
بھی ہو۔ اور جبہ قبہ پہن رکھا ہو۔ آپ
اسے بیٹھک میں بٹھائیں گے، روٹی کھلائیں گے
عزت سے چائے دیں گے۔ رات کو بستر

دیں گے۔ لیکن ایسا ہو کہ صبح کو آپ آئیں
اور دیکھیں کہ مہمان بھی غائب، ساتھ
بستر بھی غائب۔ تو ایسے چور کو جو
نیک شکل میں آپ کا مہمان ہوا، آپ
نہ پہچان سکے۔ لیکن اگر آپ کے پاس ایسا
آدمی آئے۔ جس کا ہاتھ کاٹا ہوا ہو آپ
اسے دو چار آنے کے پیسے دے کر بھیج
دیں گے۔ وہ ہزار تقاضے کرتا رہے۔ کہ
بھائی! میں بڑا نیک آدمی ہوں۔ آپ
کہیں گے نہیں بھائی! تو چور معلوم ہوتا ہے
ہے۔ تو اچھا آدمی نہیں۔ یہ دیکھ تیرا
ہاتھ کٹا ہے۔ ہمارے ملک میں شرعی
سزائیں نافذ ہیں۔ ہاتھ اسی کا کاٹا جاتا
ہے جو چور ہو۔ آپ اسے ہرگز گھر نہ
ٹھہرائیں گے۔ دیکھا آپ نے پہچان لیا
لیکن آج کی طرح اگر ایک شخص ۲۰ سال
بھی قید کاٹ کر واپس آ جاتا ہے تو آپ
کیسے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ چور ہے
یا ڈاکو ہے۔ اسلام کی حدیں ایسی ہیں کہ
ان کے نافذ ہونے سے چور پر چوری کا
نشان لگ جاتا ہے۔ اس کی زندگی پر چوری
کا داغ لگ جاتا ہے۔ ہر ایک دیکھ کر
یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ چور ہے اس کا
ہاتھ کٹا ہوا ہے۔ شرعی حدود سے وہ پہچانا
جاتا ہے۔ زانی مرد، زانی عورت اگر شادی
شدہ ہوں تو حکم ہے ان کو پتھر مار مار کر
ہلاک کر دو۔ ان کو سنگسار کرو۔ اسلام کے
احکام عین فطرت اور انسانی بہتری کے
عین مطابق ہے یہ نہیں کہ ٹکٹ لے کر
کرو تو جائز ہے اور بغیر ٹکٹ کے ناجائز
ہے۔ رب العالمین صحیح سمجھ نصیب فرمائے
فرمایا۔ ہاتھ ہی کاٹ دو تاکہ پتہ چل جائے
کہ یہ چور ہے۔ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ
ظُلْمِہٖ۔ پس جس نے توبہ کر ڈالی اپنے
اس ظلم کے بعد وَاَصْلَحَ اور اپنی درستگی
کر لی۔ فَاِنَّ اللّٰہَ یَتُوْبُ عَلَیْہِ ط پس
بے شک اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرنے
والے ہیں اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ط بے شک
اللہ تعالے بخشنے والا اور مہربان ہے یعنی
دنیا کی سزا تو مل گئی۔ قیامت کی سزا
باقی ہے توبہ سے وہ بھی معاف کر دونگا
اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ط کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ
ہی کی بادشاہی ہے آسمانوں میں اور زمین
میں۔ بادشاہ تو میں ہوں۔ قانون میرا نافذ
ہوگا۔ بندے تیری کیا طاقت ہے۔ چند
دن کی نوبت ہے بجا لے۔ یُعَذِّبُ مَنْ

یَّشَآءُ سزا دیتا ہے جسے بھی چاہتا ہے
وَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ اور بخشتا ہے
جسے بھی چاہے — میں جو چاہوں کروں
تیرا کیا دخل ہے۔ میرے بندے ہیں وَاللّٰہُ
عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور اللہ ہر
چیز پر قادر ہے۔ جو چاہے کرے، بندے
کی کیا ہستی ہے۔ رات کو وزیر صبح کو
فقیر، صبح کو فقیر رات کو وزیر اور خداوند
تعالے تو زمین و آسمان کے مالک ہیں۔
اللہ تعالیٰ کو بڑی طاقت حاصل ہے۔
اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی
حدود پر قائم رکھے اور اپنے احکام پر
عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بہترین اعمال

محمد شفیع عمر الدین (حیدر آباد)

یہ وہ اعمالِ حسنہ ہیں جنہیں بجا لا کر ہم دارین کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ تمام حدیثیں الجامع الصغیر حضرت حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطیؒ سے لی گئی ہیں۔

ایمان، جہاد اور حج

اَفْضَلَ الْاَعْمَالِ اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ ثُمَّ الْجِہَادُ، ثُمَّ حَجَّۃٌ بَرَّۃٌ تَفْضُلُ سَائِرَ الْاَعْمَالِ کَمَا بَیْنَ مَطْلَعِ الشَّمْسِ اِلٰی مَغْرِبِہَا

ترجمہ:- بہترین اعمال اللہ تعالیٰ وحدہٗ شریک لہٗ پر ایمان لانا۔ اس کے بعد جہاد کرنا۔ پھر حج مقبول کرنا ہیں۔ یہ ان سب اعمال پر فضیلت رکھتے ہیں، جن پر قیامت تک سورج نکلے گا۔

(ف) ایمان سب سے بڑی دولت ہے آخرت کی نجات اور اعمالِ صالح کی مقبولیت کے لیے اوّلین شرط ایمان لانا ہے۔

حج اور عمرہ گناہوں کو مٹاتے ہیں۔ حاجی کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ اور اس شخص کو بھی جس کے لیے وہ بخشش کی دعا مانگے۔

جان اور مال سے جہاد فی سبیل اللہ کرنا بہت بڑا عمل ہے۔ مجاہدین کے لیے جنت کی بشارت ہے۔ جہاد میں صف بندی کے وقت مجاہد جو دعا مانگے وہ قبول ہوتی ہے۔ مجاہد کو شہادت کے وقت اس کا ٹھکانہ بہشت میں دکھا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبر کے عذاب اور قیامت کے دن کی پریشانیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ سوائے قرض کے شہید کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

نماز وقت پر پڑھنا

والدین کے ساتھ نیکی کرنا

اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِہَا وَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ۔

ترجمہ:- وقت پر نماز پڑھنا اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا بہترین اعمال ہیں۔

(ف) پنج وقتہ نماز پڑھنا گناہوں کو مٹاتا ہے۔ نماز جنت کی کنجی ہے۔ نماز بغیر شرعی عذر کے چھوڑ دینا گویا کفر کا مرتکب ہونا ہے۔ نماز کا وقت ہو جائے تو صرف جماعت کا انتظار کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ ذرا بھر بھی دیر نہ کرنا چاہیے۔ قیامت کے دن اعمال میں سے اول نماز کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ اس لیے پنجگانہ نمازیں مقررہ اوقات پر، مسجد میں باجماعت ادا کرتے رہنا چاہیے۔ کوشش تو یہ ہونی چاہیے کہ تکبیر اولیٰ ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔

ماں باپ کی خدمت جنت میں لے جانے والا عمل ہے۔ ان کو خوش کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ اور اُن کو ناراض کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ ماں باپ کی خدمت کرنے سے روزی کشادہ ہوتی ہے۔ اور عمر زیادہ ہوتی ہے۔ نیک اولاد ہونے کی یہی علامت ہے کہ وہ والدین کی خدمت گذار ہو۔

افضل ذکر و دُعا

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

ترجمہ:- بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بہترین دعا الحمد للہ یعنی سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

(ف) کلمہ توحید کا ذکر بڑی چیز ہے۔ اسی کلمہ پاک کی بدولت جنت نصیب ہوگی۔ بندے کو چاہیے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود مانتا ہے کہ اس کے اوامر و نواہی پر چلے۔ اور ہر طرح کے شرک سے دُور رہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ یہ کلمات اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں۔ جو کام الحمد للہ اور بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے اس میں برکت نہیں ہے۔

•

مومن کو خوش کرنا

اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَنْ تُدْخِلَ عَلٰی اَخِیْکَ الْمُؤْمِنِیْنَ سُرُوْرًا اَوْ تَقْضِیْ عَنْہُ دَیْنًا اَوْ تُطْعِمَہٗ خُبْزًا

ترجمہ:- افضل اعمال، اپنے مسلمان بھائی کو خوشی پہنچانا، یا اس کا قرضہ ادا کر دینا، یا اسے روٹی کھلانا ہیں۔

(ف) مسلمان بھائی کو خوشی اور راحت اس طرح پہنچائی جا سکتی ہے کہ کوئی شرعی جائز بات یا کام جو اُسے خوش کرنے والا ہو بجا لائے۔ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں بندے کو عطا فرمائی ہیں ان میں سے اپنے مسلمان بھائی پر خرچ کر کے اسے خوش کرے۔ اگر وہ کسی مشکل یا تکلیف میں مبتلا ہو یا تنگ دستی میں پھنسا ہو تو اس آڑے وقت میں اس کی مدد کرے اسے راحت پہنچائے۔

قرضہ ادا کرنا:- اگر خود قرضخواہ ہو تو اس کی تنگ حالی پر رحم کھا کر اسے معاف کر دے۔ اگر دوسرا قرضخواہ ہو تو اس کی ادائیگی میں مدد کرے۔ مفلس، مقروض کو معاف کر دینا جنّت میں لے جانے والا عمل ہے۔

دوسروں کو کھانا کھلانا:- یہ اسلام کا ایک جُزء ہے۔ اپنے محتاج اور ضرورتمند بھائیوں کی روٹی کی فکر کرنا نہایت ہی بھلا کام ہے۔ بھوکے کو کھانا کھلانا بہترین خیرات ہے۔

لوگوں کے ساتھ محبّت

اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ بَعْدَ الْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ التَّوَدُّدَ اِلَی النَّاسِ۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد لوگوں کے ساتھ محبت کرنا بہترین کام ہے۔

(ف) جو لوگ اللہ تعالیٰ کے لیے محبّت کرتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا۔ دوسروں کے ساتھ محبت کرنا ایمان کی علامت ہے۔

کسبِ حلال

(۱) اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَلْکَسْبُ مِنَ الْحَلَالِ۔

ترجمہ: حلال پیشہ اختیار کرنا بہترین کام ہے۔

(۲) اَفْضَلُ الْكَسْبِ بَيْعٌ مَبْرُوْرٌ وَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهٖ۔

ترجمہ:- تجارت مبرور اور دستکاری بہترین کام ہیں۔

(ف) تجارت مبرور، وہ تجارت ہے جو ہر قسم کی دغا، فریب، جھوٹ، خیانت سے پاک ہو۔ سچائی اور دیانت کا سودا ہو۔

سچا اور دیانت دار تاجر قیامت میں نبیوں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ لہٰذا تجارت میں دیانتداری بہت بڑی چیز ہے۔ اور جنت میں لے جانے والے اعمال میں سے ایک عمل ہے۔

دستکاری سے مراد صنعت وحرفت اور زراعت ہے۔ بہتر کھانا وہ ہے جو اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا جائے۔ اس لیے روزی حاصل کرنے کے لیے کوئی شرعی جائز پیشہ اختیار کرنا چاہیے۔

بہترین مومن

اَفْضَلُ الْمُؤْمِنِ اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا

ترجمہ:- بہترین مومن وہ ہے جس کا خلق زیادہ اچھا ہو۔

(ف) قیامت کے دن میزان عمل میں سب سے وزنی عمل حسن خلق ہی ہوگا۔ حسن خلق جنت میں لے جانے والا عمل ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اپنے اندر اچھے اخلاق پیدا کریں۔ اور ہمیشہ ان کے پابند رہیں۔ اچھے اخلاق انہیں کہا جائے گا جو اسوۂ حسنہ کے مطابق ہوں۔

محبت اور بغض

(۱) اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ الْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ۔

ترجمہ:- افضل اعمال یہ ہیں کہ دوسروں کے ساتھ محبت اور بغض اللہ کے لیے ہو۔

(ف) نیکوں اور دینداروں کے ساتھ محبت ان کی نیکی اور دینداری کے باعث ہونی چاہیے اور بے دینوں اور بدکاروں کے ساتھ بغض ان کی بے دینی اور بدکاری کی وجہ سے ہونا چاہیے۔

محبت اور بغض اللہ تعالیٰ کے لیے ہونا چاہیے۔ دشمن دین کے ساتھ بغض ہے تو وہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کا دشمن ہے۔ صالحین کے ساتھ محبت ہے تو وہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلتے ہیں۔

محبت اور بغض کے جذبات کو ذاتی اغراض کا آلۂ کار نہ بنانا چاہیے۔ کوئی ذاتی غرض ان جذبات کا محرک نہ بنانی چاہیے۔

بہترین اعمال

اَفْضَلُ الْاِيْمَانِ اَنْ تُحِبَّ لِلّٰہِ وَ تُبْغِضَ لِلّٰہِ وَ تُعْمِلَ لِسَانَكَ فِیْ ذِكْرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَ اَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَ تَكْرَہَ لَهُمْ مَا تَكْرَہُ لِنَفْسِكَ وَ اَنْ تَقُوْلَ خَيْرًا اَوْ تَصْمُتَ۔

ترجمہ:- بہترین اعمال یہ ہیں کہ تو دوسروں کے ساتھ محبت اور بغض محض اللہ تعالیٰ کے واسطے کرے۔ اور تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگی رہے۔ اور لوگوں کے لیے تو وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور جو تو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے وہ لوگوں کے لیے بھی ناپسند کرے۔ جب بات کرے تو اچھی بات کرے۔ ورنہ خاموش رہے۔

(ف) مومن کو چاہیے کہ محبت اور بغض کے جذبات کو ذاتی اغراض سے بالا رکھے۔ ان جذبات سے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مدنظر رکھے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کرتا رہے اور فرائض عبادت کا اہتمام کرے۔ نماز پنجگانہ باجماعت وقت مقررہ پر مسجد میں حاضر ہو کر پڑھتا رہے۔ اس کے بعد تلاوت قرآن مجید اور دوسرے مسنونہ ذکر اذکار کا شغل رکھے۔

صحیح معنی میں زندہ وہ ہے جو ذکر الٰہی کرتا رہے اور اس سے غفلت نہیں برتتا۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والی مجالس میں شریک ہوا کرے۔ ایسی مجالس کو فرشتے ڈھونڈتے ہیں۔

ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سکون کا نزول ہوتا ہے۔

جو بندہ اپنے لیے پسند کرتا ہے وہ دوسروں کے لیے پسند کرنا اور جو اپنے لیے پسند نہیں کرتا وہ دوسروں کے لیے پسند نہ کرنا اعلیٰ درجے کی صفت ہے۔ مومن دوسروں کا خیر خواہ ہوتا ہے کسی کا بدخواہ نہیں ہوتا اس سے دوسروں کو نفع پہنچتا ہے۔ اور ان کو اس سے کسی قسم کی تکلیف یا نقصان نہیں پہنچتا۔

مومن ہمیشہ اچھے بول منہ سے نکالتا ہے۔ بدکلامی، گالی گلوچ، واہیات گفتگو، جھوٹ، گلہ، غیبت وغیرہ سے دور رہتا ہے۔

مجاہدۂ نفس

اَفْضَلُ الْجِهَادِ اَنْ يُّجَاهِدَ الرَّجُلُ نَفْسَهٗ وَ هَوَاهُ (ایضاً)

ترجمہ:- آدمی کا اپنے نفس اور خواہشات کے ساتھ مجاہدہ کرنا افضل جہاد ہے۔

(ف) نفس کے ساتھ مجاہدہ یوں کرے کہ اسے غیر شرعی خواہشات سے روکے اور شرعی احکامات اور اطاعت پر چلائے۔ نفس کے ساتھ مسلسل مجاہدہ کی ضرورت ہے۔

نفس کی چالوں کے بارے میں حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں:- "وہ شہوت کی حالت میں چوپایہ ہے۔ غصّے کی حالت میں درندہ ہے۔ نافرمانی کی حالت میں بچہ ہے۔ نعمت کی حالت میں فرعون ہے۔ اور بھوک کی حالت میں دیوانہ ہے۔ جب پیٹ بھرے تو اترانے والا ہے۔"

نیز ایک بزرگ کے قول کا حوالہ دے کر فرمایا:- نفس کی جہالت اور تباہی کا یہ حال ہے کہ جب گناہ پر آمادہ ہو یا کسی آرزو کا طلبگار ہو تو اسے اللہ کا واسطہ ڈالیے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیجیے۔ تمام آسمانی کتابوں اور حضرات انبیاء علیہم السلام اور سلف صالحین کی تعلیمات کو پیش کیجیے۔ موت، قبر، قیامت اور دوزخ کو یاد دلائیے۔

مگر

یہ بغاوت اور سرکشی پر جما رہتا ہے۔ گناہ اور شہوت کو ترک کرنا نہیں چاہتا.... لہٰذا تم پر لازم ہے کہ اس سے غفلت نہ برتو۔

افضل دُعا

(۱) اَفْضَلُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ الْمَرْءِ لِنَفْسِهٖ (ایضاً)

ترجمہ:- بہترین دعا وہ ہے جو آدمی اپنے لیے مانگے۔

(ف) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ آیت ۱۸۶) دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

نیز: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المومن آیت ۶۰)

ترجمہ:- اور تمہارے رب نے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

تقویٰ

تقریر مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مسجد رائے ونڈ ——— تاریخ ۲۲-۳-۶۵
مرتبہ:۔ الحاج محمد اقبال الثقلین مدینہ مسجد ساندہ شمس دین لاہور

میرے محترم دوستو اور بھائیو!
ہر انسان میں اللہ رب العزت نے خواہشات رکھی ہیں یعنی بیوی کی خواہش، اولاد کی خواہش مکان کی خواہش، کوٹھی کی خواہش، کھانے کی خواہش، پہننے کی خواہش، عزت کی خواہش اور اپنی بڑائی کی خواہش اور ان خواہشات کو پورا کرنے کے لئے خدا نے نفس رکھا ہے۔ اور ہر انسان میں خواہشات کی قربانی بھی رکھی ہے اور ہر انسان کو قربانی کرنی ہے۔ اور قربانی کے دو رخ ہیں۔

ایک وہ جو نفس اختیار کراتا ہے اور دوسرا وہ جو نفس کو نفس سے قربان کراتا ہے مثلاً دکان کی خواہش۔ اس خواہش کو بیوی پر قربان کرتا ہے۔ بیوی کی خواہش کو مال کی خواہش پر قربان کرتا ہے۔ کیونکہ دل تو یہ چاہتا ہے کہ اگر بارش کی طرح مال برسے تو میں بیگم کو سال بھر بیٹھا دیکھتا رہوں۔ اس لئے دولت کے لئے عورت کی خواہش کو قربان کرتا ہے۔ بچوں کی خواہش قربان کرتا ہے بیوی کے لئے۔ بیوی کو کہتا ہے میں نے زمین خریدنی ہے اس وقت فرصت نہیں۔ مکان کی خواہش کو قربان کرتا ہے بیوی اور بچوں کی خواہش کے لئے خاندان میں رہنے کی خواہش ہے لیکن امریکہ جا رہا ہے یہ بھی قربانی ہے۔ سالن روٹی کی خواہش پراٹھے کی خواہش پر قربان کرتا ہے۔ اور پراٹھے کی خواہش کو حلوہ کی خواہش پر قربان کرتا ہے۔ اگر مٹی کے برتنوں میں کھاتا ہے تو خواہش ہے کہ چینی کے برتنوں میں کھائے۔ اور اگر چینی کے برتنوں میں کھاتا ہے تو خواہش ہے کہ سونے چاندی کے برتنوں میں کھائے غرضیکہ یہ خواہش کہیں رکتی نہیں۔ جس لائن پر بھی قدم اٹھاؤ تو نفس ایک قدم آگے دکھائے گا۔ ایک کارخانہ ہے تو دوسرے کی فکر ہے موٹر پرانی ہو گئی تو نئی موٹر کی خواہش دکھائے گا جب خواہشات تیز ہو گئیں تو ایک گھنٹے کی کمائی بھی چھوڑنے کی طاقت نہیں پھر مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چیخ و پکار ہو گی، بیماریاں ہوں گی، مقدمے ہوں گے غرضیکہ پوری زندگی بے چینی میں گذرے گی۔

یہ ہے خواہشات کا انجام، خواہشات کی قربانی پر نفس کھڑا کرتا ہے خواہ وہ صدر ہو یا وزیر، امیر ہو یا فقیر۔
وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ
خدا نے قسم کھا کر کہہ دیا کہ سارے غریب سارے موٹروں والے یہ سب خسارہ میں ہیں۔ خسارہ میں کون ہیں جب بڑے کاروبار میں خسارہ ہو رہا ہے جب انتظام قابو سے نکل جائے تو اس وقت پتہ لگتا ہے جب دیوالہ نکل جاتا ہے تو پھر نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔

جو اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے نفس کے کہنے پر چلیں گے۔ مثلاً کوٹھی بنانی ہے۔ بیگم ہو، بچے ہوں، موٹر ہو، دولت ہو۔ غرضیکہ سب کچھ ہو لیکن یہ سب قبر میں جانے سے پہلے ہیں یہیں چھوڑ کرے گا۔ یہ نتیجہ نکلا نفس پر چلنے کا۔ ایک قربانی وہ ہے جو بندہ اپنی خواہش کو خدا کے لئے قربان کرتا ہے اور اللہ کے حکموں پر چلتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ وہ انسان خسارہ میں نہیں ہیں جو اپنے عملوں کو صالح کرے اور جو اپنے یقینوں کو ٹھیک کرے۔ جب کمائی کرو تو کمائی کا طریقہ قربان کرو یعنی سود کھانا چھوڑ کر، حرام کا کمانا چھوڑ کر، مکان ایسا بناؤ جیسا بتایا گیا ہے۔ خواہشات کو ختم نہیں کیا گیا بلکہ خواہشات کو دبانے کے لئے کہا گیا ہے۔ حالت جو مکان کی ہے اس کو باقی رکھا اور عقلی خواہش ہے اس کو قربان کیا یعنی بڑے بنگلے کی خواہش کو معمولی مکان پر قربان کر دیا۔ چاہے برتن خریدیے چاہے کھیتی کیجئے۔ خواہش کی قربانی کا مطالبہ ہے۔ مکان خواہش والا نہ بنانا چاہئے اگر ہم لوگوں نے مکان کی خواہش کو قربان کیا تو ہمیں آخرت میں مومنوں کے مکان دئے جائیں گے جو ہمیشہ ہمیشہ رہیں۔ اگر ہم نے اپنی خواہش پر مکان بنائے تو ہمیں آگ کے مکان دئے جائیں گے جہاں انسان ہمیشہ ہمیشہ جلتا رہے گا۔

خواہش کا کام کبھی ختم نہ ہوگا اور حاجت کا کام پورا ہو جائے گا۔ بھوک کی روٹی کا انتظام کرنا ہمارے پھل اور پلاؤ کھانے سے مقدم ہے۔ تقویٰ نام ہے حاجتوں کے حدود پر آ جانے کا اور یہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کامیاب بنائے گا۔

تقویٰ کی یہ لائنیں ہیں:۔
۱۔ یقین اور ایمان کی لائن
۲۔ مالیات کا خرچ تقویٰ کی لائن پر۔
۳۔ مجاہدہ
ان تینوں لائنوں کا ٹھیک ہو جانا تقویٰ ہے

پہلی لائن
یقین اور ایمان والی لائن

چاند، سورج، زمین وغیرہ یعنی تمام چیزوں سے یقین ہٹ کر خدا پر یقین آ جائے —— سارے مسلمان کہتے ہیں کہ اللہ سے ہی ہوتا ہے لیکن یہ بھی کہتے ہیں کہ کیا شکل اختیار کریں۔ جو یہ کام ہو جائے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اللہ کو نہیں سمجھتے بلکہ شکلوں کے پیچھے چلتے ہیں۔ اللہ کی ذات شکل وصورت سے پاک ہے۔ اللہ بغیر شکل کے کریں گے۔ اللہ سے ہوتا ہے غیر سے نہیں ہوتا جو شکل سے پاک ہے۔ اس پر یقین آ جائے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ سے ہوتا ہے۔ دوسرا یقین یہ ہے یعنی زمانے کے اعتبار سے یقین بدل جائے۔ پتہ نہیں میں شام تک زندہ رہوں گا یا نہیں، پتہ نہیں کھیتی ہری ہو گی یا نہیں اس پر یقین آ جائے کہ آخرت کا دن پچاس ہزار برس کا ہے لیکن یہ کہا جاتا ہے کہ آج کا زمانہ ایسا ہے ایسا ہے اور اگر یہی کہتے رہے تو رونا پڑے گا۔

آخرت پر یقین آ جائے، فرشتوں اور اللہ کی کتابوں پر یقین کیا جائے یہ ہے یقین کا بدلنا۔

ہماری حفاظت ہمارے نظام سے نہیں ہوتی خدا کے نظام سے ہوتی ہے۔ ہر دانے پر لکھا ہوتا ہے کہ فلاں فلاں کھائے گا اور یہ دانے وہیں پہنچ کر رہتے ہیں۔

انسان کا نظام ایسا ہے جیسے سورج تالاب میں نظر آتا ہے حضرت علیؓ کو معلوم ہو گیا کہ آج کی رات میری آخری رات ہے۔ رات بھر جاگتے رہے۔ گھر والوں

نے پوچھا اور معلوم ہو گیا کہ آج شہید ہوں گے۔ تمام ہتھیار رکھ لئے۔ کچھ لوگ آئے کہ ہم حفاظت کو آئے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا۔ زمین والوں سے کچھ نہیں ہوتا اللہ کے نظام سے ہوتا ہے۔ سو ہمارا یقین ہو جائے کہ خدا سے ہوتا ہے کسی اور سے کچھ نہیں ہوتا۔

یقین

علم کے اعتبار سے یقین بدلنا یہ ہے کہ اللہ کے علم میں ہے۔ اگر انسان کے علم میں تقوےٰ ہوتا تو سب انسان چار چار مہینے کے لئے نکل جاتے۔ وہ بھی ہو سکتا ہے جو انسان جانتا ہے اور وہ بھی ہو سکتا ہے جو انسان نہیں جانتا۔ دوا سے انسان مر بھی سکتا ہے اور بچ بھی سکتا ہے۔ ہم حفاظت کے لئے آئے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا زمین والوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ کے نظام سے سب کچھ ہوتا ہے سو ہمارا یقین یہ ہو جائے کہ سب کچھ اللہ سے ہوتا ہے۔

علم کے اعتبار سے یقین بدلنا

میں کہہ رہا تھا کہ اگر انسان کے علم میں تقوےٰ ہوتا تو سب انسان چار چار مہینوں کے لئے اللہ کے راستے میں نکل جاتے۔ وہ بھی ہو سکتا ہے جو انسان جانتا ہے اور وہ بھی ہو سکتا ہے جو انسان نہیں جانتا۔ دوا سے مر بھی سکتا ہے اور بچ بھی سکتا ہے۔ اللہ کا علم ہی جانتا ہے ہم نہیں جانتے پہلے یہ یقین کیا جائے کہ ہم نہیں جانتے۔

جبل کے معنی ہیں پہاڑ ہم نہیں جانتے پہاڑ سے نفع پہنچے گا یا نہیں۔ صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

دریا سے کیا ہوگا۔ ہمیں نہیں معلوم اللہ ہی جانتے ہیں ہماری کھیتیوں کا کیا ہوگا۔

سونا ہم نہیں جانتے اس سے کیا ہوگا۔ صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ آیا اللہ اس سے کوٹھی بنوا دیں گے یا جیل میں جانا ہوگا۔

روس، امریکہ اور برطانیہ انسانوں کی زندگیوں کو بنانا نہیں جانتے یہ سب خدا جانتا ہے۔ یہ سمجھ لینا کہ میں جانتا ہوں جہالت ہے بتانے والا اس وقت بتائے گا جب انسان کچھ نہیں کر سکے گا۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن میں بتا دیا کہ آگ کو ٹھنڈا کر سکتا ہوں اور چھری کو کھُنڈا کر سکتا ہوں۔ لہذا اللہ علم پر زندگی ہمیں اٹھانی چاہئے۔ اس سے ایمان پر بلندی ہوتی اور اس میں کچھ شبہ نہیں۔ پھر شخصیت کے اعتبار سے یقین بدل جائے شخصیت ملک اور مال پر نہیں بنتی شخصیت والے انبیاء علیہم السلام ہیں۔ خواہ وُہ جھونپڑی میں رہتے ہوں یا سواری پر پھرتے ہوں۔ نبوت کا یقین ہمارے دل میں پیدا ہو جائے۔

قارون حیثیت والا تھا۔ شداد حیثیت والا تھا لیکن وہ عزت والے نہ تھے۔

کوٹھی والا حیثیت والا نہیں ہے اس میں چوہا بھی رہتا ہے وہ حیثیت والا نہیں ہے۔

جب چیونٹیوں کی موت کا وقت آتا ہے تو پھر ان کے پر نکلتے ہیں۔ امریکہ نے راکٹ میں پہلے کتا بھیجا تھا۔

ہمارے لئے سب سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے آگے چلنے والے آئے جو ان کے پیچھے نہیں چلے گا وہ کتے کے پیچھے چلے گا۔

حضرت عمرؓ ہیں ایک طرف ان کا ایک رتبہ ہے۔ دو محاذ پر جنگ کر رہے ہیں ۱۴ پیوند کا کرتہ پہنے ہوئے ہیں۔ تیل کھاتے کھاتے رنگ کالا ہو گیا۔ اور اونٹ پر سواری کرتے ہیں۔ ان کے بعد یزید بھی بادشاہ بنتا ہے۔ لیکن حضرت عمرؓ کے وقت میں ہر کام تقوےٰ پر چلتا تھا۔ ادھر کیا ہے اعلےٰ اعلےٰ کوٹھیاں ہیں، سامان اعلےٰ ہے۔ فوج پہرے پر کھڑی ہے اور حضرت عمرؓ نے بوریئے کا کُرتہ پہنا ہُوا ہے۔ اور آج تک مسلمان حضرت عمرؓ کو دعائیں دیتے ہیں اگر انہیں کوئی بُرا کہے تو اُس سے جنگ کرتے ہیں۔ اور اگر یزید کی کوئی تعریف کرے تو ہمیں آگ لگ جائے۔ یزید نے حضورؐ کے نواسے کو شہید کیا۔ ملک اور مال سے شخصیت نہیں ہوتی۔ جو نبیوں کے رنگ میں آ جائے گا وہ شخصیت والا ہے۔ کیونکہ وہ نبیوں کے رنگ میں رنگا گیا۔

ایک فقیر نبی کے رنگ میں رنگا جائے تو وہ شخصیت والا ہے۔ ایک قصہ یاد آیا۔ ایک بادشاہ جا رہا تھا ایک آدمی نے دیکھا اور سلام نہ کیا۔ بادشاہ نے پوچھا تو نے مجھے پہچانا نہیں۔ اُس نے کہا پہچان لیا تو ایک منی کے قطرہ سے بنا ہُوا گندگی کو پیٹ میں لئے پھر رہا ہے۔ بادشاہ نے کہا صرف تو نے ہی مجھے پہچانا ہے۔

دوسری تقوےٰ کی لائن

(مالیات کا خرچ)

اللہ کے حکم کے مطابق پیسہ خرچ کرنا

یہود اور نصاریٰ کی شکل بنانے پر نہ خرچ ہو۔ حاجتوں کی حدود پر اپنے اوپر خرچ کیا جائے اور حاجت والا اپنا مال غریبوں پر خرچ کرے اور حاجت مندوں کی حاجت پورا کرنے پر لگائے تاکہ ان کی زندگی بنے۔

مالیات کا خرچ قرآن اور حدیث کے مطابق ہو۔ جتنا پڑوسیوں پر لگانے کو کہا جائے اُن پر لگایا جائے ان لائنوں کو جو ٹھیک کر لیتا ہے وہ متقی ہے۔ خداوند کریم تین دروازے متقی کے لئے کھول دیتے ہیں

۱۔ متقی کو کمانے کے بغیر بھی مال ملتا ہے۔ خدا لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے وہ اسے مال دے دیتے ہیں۔

ہمارے حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک افسر تحقیق کے لئے آیا۔ کہ ان کا خرچ کیسے چلتا ہے۔ اس نے آتے ہی دس روپے نذرانہ پیش کیا اور پھر سوال کیا کہ حضرت! آپ کا خرچ کیسے چلتا ہے تو انہوں نے کہا کہ اسی طرح چلتا ہے وہ اطمینان سے چلا گیا۔

جب انسان تقویٰ والا بنتا ہے تو اللہ اُن ذرائع سے اس کو دیتا ہے جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ مال کے بغیر اللہ چیزیں دیتا ہے۔

کہیں سے سیب آ رہے ہیں۔

کہیں سے رس گلے آ رہے ہیں

خدا جنت سے پھل بھیجتا ہے۔ جنہیں انسان کا ہاتھ بھی نہیں لگتا۔

جب تقوےٰ بگڑتا ہے تو تین آفتوں کے دروازے کھُلتے ہیں۔ جن ذرائع سے مال آیا تھا وہی مال نکالا جاتا ہے۔

تقوےٰ ٹوٹنے پر کہیں بھتیجا، کہیں بیٹا، کہیں بیوی مال کھینچ کر لے گئے کہیں چوہا ۱۰۰/- کا نوٹ کھینچ کر لے گیا۔

۲۔ رشتہ دار مکان دبا لیتے ہیں۔

۳۔ چیزوں کے بغیر دماغ ہو گیا۔ بیماری آ گئی، مصیبتیں آ گئیں۔ پھر مرنے کے بعد معلوم ہوگا۔

اگر تقوےٰ ملک پر ہوگا تو تقویٰ امت پر ہوگا۔ تقوےٰ کا دروازہ ہدایت سے

کھلتا ہے پھر اللہ دیتا ہے۔ جب تک مجموعہ تقوے والا نہیں ہوگا خدا تعالےٰ اس کے حالات نہیں بدلیں گے۔ اللہ تعالےٰ سے ہدایت لینے کے لئے ایک مجاہدہ ہے۔

تیسری لائن ہے

مجاہدہ

اپنی نفس والی ترتیب کو قربان کرنا یہ ہے مجاہدہ۔

اللہ تعالےٰ سے ہدایت لینے کے لئے اپنی زندگی کو قربان کیجئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دو قربانیاں دیں ایک بڑی اور ایک چھوٹی۔ بڑی قربانی بیوی اور بچے کو اونٹ پر بٹھا کر صحرا میں لے گئے۔ پہاڑوں کے بیچ تپتی ریت پر چھوڑ کر چلے گئے۔ بیوی نے پوچھا کہ کس کے بھروسہ پر چھوڑ کر جا رہے ہو۔ جواب دیا۔ اللہ کے بھروسہ پر چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ بیوی نے جواب دیا۔ پھر اللہ تعالےٰ ہمیں ضائع نہیں کریں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے گھر کے سب مسئلے قربان کر دئے خدا کو خوش کرنے کے لئے۔

بچے کی تربیت کا مسئلہ

بچّے کی پرورش کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ۱۰۰ فیصد مسئلے قربان کر دئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی ایک پوری کتاب ہے۔ ایک بار بیوی بچّے کو مکّہ میں دیکھنے کے لئے آئے اونٹ سے نہیں اُترے۔ اور بیوی سے کہا کہ خدا تعالےٰ کی اجازت نہیں ہے۔ بیوی کہنے لگی۔ اونٹ پر بیٹھے بیٹھے ہاتھ لگا دوں، پانی پلا دوں۔ تو کہا کہ ہاں پانی پلا دو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی اور کہا۔ کہ اے اللہ! میری قربانی سے آپ کی عبادت قائم ہو آپ میرے لئے دو دروازے کھول دیجئے۔

۱۔ میرے اہل و عیال کی محبتوں کو لوگوں کے دلوں کے اندر اتار دیجئے۔

۲۔ جو کچھ اس بچّے سے چھڑوایا ہے آپ بغیر کئے اپنی قدرت سے ان کو ملک، مال، رزق اور عزّت کی نعمتیں دیجئے۔

اعلیٰ قربانی یہ ہے کہ اپنے گھر کی راحتیں قربان کر کے دوسروں کی بہبودی کے لئے کام کرنا۔ مطلب یہ کہ اعلےٰ امّت بنے اور اعلیٰ قربانی پر آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بچوں کو قربان کیا جو نبی بھی آیا خدا نے فرمایا۔ دوسروں کی زندگی کو متقی بنانے کے لئے اپنی زندگی کے مسئلوں کو قربان کرو۔

آخر میں ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے ان کو بھی کہا کہ ابراہیمی قربانی پیش کرو۔ آپ نے چھوٹی اور بڑی قربانی کر کے پوری امّت کو قربانی پر اٹھایا۔ اس کو کہتے ہیں مجاہدہ۔ سب سے پہلی تلوار جو اسلام میں چلی اللہ کے لئے رشتہ دار کی گردن کاٹ دی۔ بیٹے نے باپ کو قتل کیا ابوعبیدہ نے اپنے باپ کو قتل کیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے خاندان والوں کے گلے کاٹے۔

عبادت پر محنت کرنے سے خدا ہدایت دیتا ہے۔ اور پھر کہیں جا کر انسان تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ یہ امّت قربانی سے وجود میں آئی۔ اور اب وہ آدمی تقوے والے ہوں گے۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح قربانی دیں گے۔

نماز کی حقیقت زندہ کرنے سے عبادت پر محنت کرنے سے اور ان کے لئے اپنے مسئلے قربان کرنے سے ہدایت آئے گی۔ اپنی کمائی کی قربانی، اپنی راحت کی قربانی۔ جب یہ قربانی آئے گی تو قوم میں تقوے آئے گا۔ اپنی خواہشات کی ۱۰۰ فیصدی قربانی دینا یہ ہے کہ اللہ کے راستے میں جماعتیں بنا بنا کر پھرنا۔ جتنی ہماری مشابہت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گی اتنی ہی ہدایت آئے گی۔ اپنی جان ہو، اپنا مال ہو۔ پھر آنسو ہمارے پانی بنیں گے۔ ہمارا چلنا اور پھرنا ہماری زمین بنے گی۔ پھر قوم پر تقویٰ آئے گا۔ اور یہ قوم قیامت تک چمکے گی۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیوی اور بچے کو پہاڑوں میں خدا کے بھروسہ پر چھوڑ کر چلے گئے جہاں نہ پانی تھا اور نہ کھیتی تو کیا ہم اپنے گھروں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ ہاں اگر خدا پر بھروسہ ہے تو چھوڑ سکتے ہیں۔ ترتیب یہ ہے (۱) ۴ مہینے ساری عمر میں (۲) ایک ماہ سال میں (۳) تین دن مہینے میں۔ اور دو گشت ہفتہ میں ایک اپنی مسجد میں اور ایک دوسرے محلہ میں۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نور اللہ مرقدہ کی یاد میں

آنسو کے چند قطرے

نیاز رشیدی

آہ صد ہیہات میر کارواں رخصت ہوا ! — گلشن اسلام کا اک باغباں رخصت ہوا!

جو سراپا خُلق تھا اور پیکر اخلاق تھا — ہائے وہ علم و عمل کا راز داں رخصت ہوا

وہ امینِ قوم و ملّت رفیق خاص و عام — وہ خطیب بے بدل جادو بیاں رخصت ہوا

ہائے بزمِ امکاں رہبرِ ذی احترام — بامسرت جانب باغِ جناں رخصت ہوا

آخری دم تک دکھا دی کر کے خدمت دین کی — دے کے ملّت کو حیات جاوداں رخصت ہوا

کھویا کھویا سا ہوا ہے کارواں کا کارواں — وائے محرومی کہ میر کارواں رخصت ہوا!

حسن میں تھا وہ نمونہ یوسفؑ کنعان کا ! — سوئے جنت یوسف ہندوستاں رخصت ہوا

اشکبار ہر چشم ہے، ہر لب پہ آہِ سرد ہے — ہم نشین و چارہ ساز بیکساں رخصت ہوا

جس سے روشن ہو گئیں شمعیں ہزاروں اے نیاز
وہ چراغ اُمت خیر الزماں رخصت ہوا !

عثمان غنی بی اے
محلۃ المسفلۃ نزد حوض شولیف
مکہ معظمہ، سعودی عرب

مکتوبِ حجاز

مکہ مکرمہ اور اس کے گرد و نواح کی پُر نور جگہوں کی برکات سے استفادہ وہی خوش قسمت کرتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالےٰ کا خوف ہو۔ ورنہ عیسیٰ علیہ السلام کا گدھا اگر مکہ آجائے تو بقول شیخ سعدیؒ وہ گدھا ہی رہتا ہے۔

احقر جب منیٰ سے حج کے ایام میں طوافِ زیارۃ کرنے کے لئے جا رہا تھا۔ تو مسجدِ خیف کی دیوار کے ساتھ بیٹھے ہوئے چند نوجوان تاش کھیل رہے تھے۔ اوّل تو تاش جیسی منحوس چیز حدودِ حرم میں لانا ہی بدبختی ہے اور پھر حج کے مخصوص ایام میں اور مسجد خیف کے سایہ میں بیٹھ کر تاش کھیلنا کس قدر شقاوت کا باعث ہے۔

مسجدِ خیف حضرت علیؓ نے منیٰ میں تعمیر کروائی تھی جس کے صحن میں ایک بہت بڑا گنبد ہے اس جگہ حضرت آدم علیہ السلام عبادت کرتے رہے۔ یہ بھی روایت ہے کہ اس جگہ ستّر انبیاء علیہم السلام نے نمازیں ادا کیں۔ دورانِ حج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں قیام فرمایا۔ اتنے انوار سے مستفید ہونے کے بجائے ہمارے زمانہ کے نوجوان تاش سے دل بہلاتے ہیں حرم شریف کے عین بالمقابل بابِ سعود کے قریب نائی داڑھیاں مونڈ رہے ہیں اور ایک دکان میں فحش لٹریچر' اردو زبان کے ناول مع تصاویر رکھے ہیں۔ یہ لوگ حرم شریف کا احترام بھی نہیں کرتے۔

کراچی سے جدہ ۲۱۸۴ میل ہے۔ جدّہ سے مکہ مکرمہ ۴۵ میل، مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ۳۲۰ میل ہے۔ سعودی کرنسی کو ریال کہتے ہیں۔ یہ تقریباً سرکاری ریٹ کے مطابق ہمارے ایک روپے کے برابر ہے۔ مگر یہاں کے دکاندار جو سکہ تبدیل کرنے کا کاروبار کرتے ہیں۔ وہ ہمارے سو روپے کے ۴۹ ریال دیتے ہیں۔ گویا روپیہ آٹھ آنے سے بھی کم قیمت کا ہو جاتا ہے۔ ایک ریال میں ۲۰ قرش ہوتے ہیں گویا ایک روپے کے بیس آنے۔ یہ سکّے دھات کے ہیں۔ سب گول اور بڑے بڑے ہیں۔ ایک قرش کا سکّہ ہماری چونی کے سائز کا ہے۔ ایک ریال سے اوپر کی مالیت کے کاغذ کے نوٹ ہیں۔

مسجد الحرام کے پہلے ۲۴ دروازے تھے۔ مگر موجودہ توسیع کے بعد ۲۲ دروازے ہو گئے ہیں۔ مشہور دروازے یہ ہیں۔ باب السلام۔ باب النبیؐ۔ بابِ علیؓ۔ بابِ صفا۔ بابِ جیّاد۔ بابِ امّ ہانیؓ۔ بابِ وداع۔ بابِ ابراہیمؑ۔ بابِ عتیق۔ باب سعود وغیرہ۔ خانہ کعبہ میں ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔ فتح مکہ کے دن حضور سرورِ کائناتؐ نے جس دروازے میں کھڑے ہو کر اہلِ مکہ کو خطاب فرمایا اور سب کو معاف فرمایا اُس کا نام باب السّلام ہے حاجی لوگ اسی دروازے سے پہلی مرتبہ داخل ہوتے ہیں۔ بابِ ابراہیمؑ کی خصوصیّت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیرِ کعبہ کے وقت اس جگہ قیام فرمایا۔ بابِ امّ ہانیؓ والی جگہ پر حضرت علیؓ کی ہمشیرہ امّ ہانیؓ کا مکان تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج پر تشریف لے گئے تو آپ اسی مکان کے ایک کمرے میں آرام فرما تھے۔ توسیعِ حرم کے وقت اس مکان کو حرم میں شامل کر لیا گیا۔ اور یادگار کے طور پر ایک چبوترہ بنایا گیا تھا۔ جو آج کل گرایا جا رہا ہے۔ خانہ کعبہ کے دروازے کی دائیں جانب مطاف کی سطح پر ایک سیاہ پتھر مربّع کی شکل میں لگایا گیا ہے جب نماز فرض ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے حضور انورؐ کو اسی جگہ نماز کی ترتیب سمجھائی۔ جبلِ صفا کی طرف دارِ ارقم تھا۔ جہاں صحابہؓ مشورے کیا کرتے تھے۔ آج کل اس میں تعمیرِ مسجد الحرام کے چیف انجنیئر کا دفتر ہے اور یہ بھی حرم میں آ گیا ہے۔ یہ وہ مکان تھا جہاں حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ اسلام لائے تھے قرآن مجید کی بہت سی آیات یہاں نازل ہوئیں۔ بابِ عباسؓ کے سامنے والی سڑک پر دارِ عثمان غنیؓ واقع ہے آج کل یہاں مصری مسافر خانہ ہے۔ نبوّت کے پہلے برس حضرت ابوبکرؓ کی دعوت پر حضرت عثمانؓ اسی جگہ ایمان لائے تھے۔ حضورؐ نے فتح مکہ کے دن اعلان فرمایا تھا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر آ جائے اُسے امان ہو گی دارِ ابوسفیان میں آج کل سعودی حکومت کا شفاخانہ ہے۔ جبلِ مروہ کی جانب ابوجہل کا مکان ہے آج کل حکومت سعودیہ نے یہاں بیت الخلاء بنا دیا ہے۔ جنت العلاء کے قریب مسجدِ جنّ ہے۔ یہاں سورۂ جنّ نازل ہوئی تھی۔ مسجد الحرام کے شمالی کونہ میں جبلِ ابی قبیس نامی ایک بلند پہاڑ ہے جہاں رہائشی مکانات کے بیچوں بیچ مسجدِ بلالؓ ہے۔ حرم شریف میں بیٹھے ہوئے بھی یہ مسجد نظر آتی ہے۔ شق القمر کا معجزہ یہیں ہوا تھا۔ طوفانِ نوحؑ کے وقت حجرِ اسود اسی جگہ رہا۔ مسجدِ بلالؓ کی مغربی دیوار پر ایک پتھر لگا ہوا ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے لوگوں کو حج کے لئے پکارا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پہاڑ پر کھڑے ہو کر اہلِ مکہ کو دعوتِ اسلام دی تھی۔

والدہ محترمہ سخت بیمار ہو گئیں تو ہمارے معلّم نے ملک عبدالعزیز آلِ سعود ہسپتال میں اُن کو داخل کروایا تھا۔ ہسپتال میں کافی ڈاکٹر اور نرسیں ہیں۔ اور دوائیاں بھی حکومت نے سپلائی کر رکھی ہیں۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سٹاف کی غیر ذمہ داری کے باعث اکثر جانیں موت کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ڈاکٹر غیر ممالک مثلاً پاکستان، مصر وغیرہ سے آئے ہوئے ہیں۔ نسخہ جات عربی میں لکھے جاتے ہیں کمرے کو غرفہ کہتے ہیں۔ اور نمبر کا عربی متبادل لفظ رقم ہے۔ ہماری والدہ صاحبہ کمرہ ۱۶ لیڈیز وارڈ میں تھیں۔ مجھے کارڈ پر لکھ دیا گیا کہ جب آؤ تو غرفہ رقم ستّین قسم النساء میں چلے جانا۔ میں تو لاشیں دیکھ کر گھرا جاتا تھا۔ اور پھر ظلم یہ کہ جب کوئی مر جائے تو لواحقین کو معلّم کے بغیر لاش نہیں ملتی۔ والدہ صاحبہ کو انجکشن لگانے پر جس نرس کی ڈیوٹی تھی

وہ لاپرواہ تھی - اور ماتحت عملے کی غیر تربیت یافتہ عورتوں سے انجکشن لگوائی - ڈاکٹر بھی پاکستانی تھا مگر حیرت ہے کہ اس نے ہمارے پاکستانی شہری ہونے کو ذرا اہمیت نہ دی - حالانکہ پردیس میں اپنے وطن کا خاکروب بھی ملے تو خوشی ہوتی ہے - بہر حال ہم نے علاج مکمل ہونے سے پہلے ہی والدہ صاحبہ کو ڈسچارج کروا لیا اور گھر لے آئے - اب الحمد للہ وہ ٹھیک ہیں - حکومت سعودیہ کو سٹاف پر نگرانی رکھنے کی درخواست کی جاتی ہے - ڈاکٹر کا فرض ہے کہ وہ مریض کو باقاعدہ کمرے میں دیکھے اور صرف چارٹ نہ دیکھے بلکہ مریض سے بھی پوچھے - مَیں جب والدہ صاحبہ کی بیماری سے پریشان ہو گیا تو طواف میں حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب مدظلہٗ سے اپنی پریشانی کا ذکر کیا - فرمانے لگے - یہ سارے ٹیکے اور دوائیاں نصاریٰ اور یہود کے ممالک سے آتی ہیں اور ٹیکے لگانے والے وہ ہیں - جو جبرئیلی عطیہ یعنی زمزم سے استنجے کرتے پھرتے ہیں - تم مجھے بتاتے میں پانی دم کر دیتا اللہ تعالےٰ شفا عطا فرما دیتے - میں نے عرض کیا حضرت ! اب ہی دم کر دیں - تو فرمایا عشاء کے بعد کر دوں گا - پھر پانی دم کر دیا جو مَیں نے والدہ صاحبہ کو پلا دیا -

ہم پاکستانیوں اور ہندوستانی مسلمانوں کو عربی لوگ ہنود کہتے ہیں - حرم شریف میں مغرب اور عشاء کے درمیان اکثر علماء مختلف زبانوں میں وعظ کہتے ہیں - اردو بولنے والے ایک عالم نے جہاں تقریر کرنی تھی وہاں ہندوستانی اور پاکستانی لوگ بیٹھے تھے - دو عربی نوجوان آئے اور آپس میں عربی میں کہنے لگے - کہ یہاں ہنود بیٹھے ہیں چلو ہم بھی آج یہیں بیٹھ جائیں - مَیں نے اُن سے کوشش کر کے عربی میں بات چیت کی اور کہا کہ ہنود ہندو کی جمع ہے جو کافر صنم پرست ہیں اور ہم لوگ سچے محمدی مسلمان ہیں اور زرِ کثیر خرچ کر کے کعبۃ اللہ کی زیارت اور حج ادا کرنے آئے ہیں - مہربانی فرما کر ہنود کا لفظ نہ استعمال کیا کریں - انہوں نے کہا ہم کو آج تک یہ بات کسی نے نہیں بتائی - ہمیں معلوم ہے کہ پاکستان میں سو فیصد مسلمان ہیں اور ہندوستان میں کم مسلمان اور زیادہ کافر ہیں مگر ہم ہندوستان اور پاکستان کے مسلمانوں کو ہنود ہی کہتے ہیں - آئندہ نہ کہیں گے - باتوں باتوں میں انہوں نے پوچھا کہ نہرو کیا تھا؟ میں نے بتایا کافر بت پرست - وہ حیران ہوئے پھر انہوں کہا ایوب خان کیا ہے - میں نے کہا نام ہی سے ظاہر ہے کہ مسلمان ہے اور رئیس المملکت ہے - اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے - کہ ہمارے سفارت خانے والے یہاں عوام سے کہاں تک رابطہ قائم کرتے ہیں

امریکہ کو اپنا لٹریچر مختلف زبانوں میں شائع کر کے غریب ممالک کو گمراہ کرنے کی ضرورت ہے مگر ہمارے سفیروں کو اپنے ملک کا صحیح مقام لوگوں کو سمجھانے کی بھی ضرورت نہیں ہے - مسلمان ممالک کے لوگوں سے مختلف ذرائع سے رابطہ قائم قائم کر کے جلسوں کی صورت میں علماء کو بلا کر تقاریر کروائی جا سکتی ہیں اور اپنے ملک کا پروپیگنڈا کیا جا سکتا ہے - چھوٹے چھوٹے کتابچے چھاپ کر عوام کو مفت تقسیم کئے جا سکتے ہیں -

ہمارے سفارت خانے کا سٹاف تو غیر ممالک میں بھی اپنے ہم وطنوں سے وہی سلوک کرتا ہے جو اندرونِ ملک - یہاں کئی لوگ مجبور ہو جاتے اور شکایات لے کر حج افسروں کے پاس جاتے ہیں - کہ ہمارے پاس خرچ کم ہو گیا ہے یا ہم بیمار ہیں ہمیں کسی پہلے جانے والے جہاز میں بھیج دو - وہ صاحب کہہ دیتے ہیں - کہ یہ ناممکن ہے جدّہ میں مجھ سے بڑا افسر ہے اُس سے ملو - جدّہ میں سفارت خانے والے سعودی حکومت کو کہہ دیتے ہیں کہ حاجی لوگوں کو مکّہ سے جدّہ آنے مت دو - لہٰذا لوگ مکّہ سے جدّہ بھی نہیں جا سکتے - مکّہ سے مدینہ جانا بھی دشوار ہے وہ تو ۔۔ دل بات ہے - کہ مدینہ شریف چھوٹی جگہ ہے اور سارے لوگ ایک دم وہاں نہیں سما سکتے مگر پھر بھی خاص لوگ چلے جاتے ہیں -

بیت اللہ شریف کی خصوصیّات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نماز پڑھتے وقت ہمارے ہاں تو نظر سجدہ کی جگہ پر رکھنی ہوتی ہے اور نظر اٹھانی نہیں چاہئے - مگر یہاں اگر نظر اٹھائی جائے اور کعبۃ اللہ پر نظر جا پڑے تو نماز میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا - اسی طرح ہمارے ہاں نمازی کے آگے سے گذرنا ممنوع ہے مگر حرم شریف میں نمازی کے آگے سے گذرنے کی اجازت ہے -

یہاں کے لوگ الفاظ کا تلفّظ بعض بعض مقامات پر غلط ادا کرتے ہیں - اور وہ غلط تلفّظ ہی آج کل رائج ہے - مثلاً ان لوگوں کے ہاں ث کا حرف عموماً ت بولا جاتا ہے - جیسے ثلاثہ کو تلاتہ، ثوب کو توب - اسی طرح دو نقطوں والے ق کو یہ گ بولتے ہیں جیسے قُل کو گُل، قُم کو گُم، قُرش کو گُرش وغیرہ اور نصف کا عام استعمال نُص کے لفظ سے ہوتا ہے - دکاندار عجیب بے نیاز قسم کے لوگ ہیں - گاہک آئے تو دھیان دوسری طرف کر لیتے ہیں - پرواہ ہی نہیں پھر بار بار آواز دیں تو توجّہ کریں گے مگر چیز کا جو بھاؤ بتا دیا وہی رہے گا - گاہک چلا جائے تو آواز نہ دیں گے - اگر گاہک کسی چیز کو ہاتھ لگا دے - مثلاً فروٹ لینے جائیں اور کہیں کیلا کیا بھاؤ ہے - اگر ہاتھ لگا دیا تو بگڑ جاتے ہیں -

یہاں پر ڈاک کا انتظام بھی غیر تسلّی بخش ہے - خط لکھنے کا کاغذ دو آنے میں ایک تختہ یعنی پیڈ کے ورق کے برابر اور دو آنے کا سادہ لفافہ بازار سے خریدو پھر خط لکھ کر بند کر کے پتہ لکھ کر ڈاک خانہ میں لے جاؤ وہاں کلرک صاحب عربی ہی میں بات کریں گے - انگریزی نہیں جانتے - خط ان کو دو - لفافے کے دوسری جانب خط بھیجنے والے کا مکمل پتہ ہونا ضروری ہے - پھر وہ آپ کو ملک کا نام پڑھ کر اور لفافہ دیکھ کر مناسب قیمت کے ٹکٹ دے گا - وہ آپ لفافے پر اُس کے سامنے چسپاں کر کے پاس ہی صندوق البرید یعنی لیٹر بکس رکھا ہے اُس میں ڈال دیں - لیٹر بکس ہمارے ہاں کی طرح نہیں - بلکہ لکڑی کے خاکی رنگ کے صندوقچے ہیں - جو اس کام کے لئے استعمال ہوتے ہیں - یہ ڈاک خانے ٹھیکے پر لوگوں کو دئے گئے ہیں جو صبح تین گھنٹے اور عصر کے بعد دو گھنٹے کھولتے ہیں - اور پھر بند - تار گھروں میں بھی یہی حال ہے - تار عربی میں لکھ کر لے جاؤ تو لے لیں گے - اگر انگریزی میں ہے تو پھر ایک بڑا ڈاکخانہ ہے وہاں کا راستہ

بتا دیتے ہیں۔ ہمارے ہاں کے ڈاک خانوں سے جتنی مالیت کے چاہو ٹکٹ لفافے خرید لو اور جب چاہو خط لکھ کر حوالۂ ڈاک کر دو۔ یہاں ہر خط لے کر ڈاک خانے میں خود جانا پڑتا ہے ڈاک خانے کو مکتبۂ البرید کہتے ہیں

یہاں کے سکولوں کے طلبہ مصلّوں میں کتابیں لپیٹ کر لے جاتے ہیں۔ وہاں گئے مصلّیٰ بچھا لیا اور پڑھتے رہے سب لمبا کرتہ پہنتے ہیں جسے توب کہتے ہیں۔ سر پہ ٹوپی (کپڑے کی) ہوتی ہے۔ لڑکیوں کا لباس پاجامہ قمیض اور برقعہ ہوتا ہے۔ حرم شریف کے اندر بھی اکثر طلبہ پڑھتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا بچہ نو دس برس کا حافظ اپنے باپ کے ساتھ قرآن شریف کا دَور کر رہا تھا باب ام ہانیؓ کے قریب۔ مَیں پاس بیٹھ گیا۔ بچہ اتنی صحت لفظی سے پڑھ رہا تھا کہ مَیں حیران رہ گیا۔

حرم شریف میں جگہ جگہ قرآن شریف رکھے ہیں۔ جو لوگ تلاوت کرنا چاہیں۔ وہ دن بھر اور رات بھر کر سکتے ہیں۔ حرم شریف کے ۳۲ دروازے چوبیس گھنٹے کھلے رہتے ہیں۔ دروازوں کی محرابوں میں لکڑی کے کواڑ نہیں ہیں کہ تالا یا کنڈی لگانی پڑے۔ ہر وقت اللہ کا گھر کھلا ہے کوئی آئے کوئی جائے۔ پہلے کفر کے زمانے میں چابی بردار جب چاہتے تھے دروازہ کھول دیتے تھے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چابی اُسی خاندان کے حوالے کر دی اور یہ حکم دے دیا کہ یہ اللہ کا گھر ہے اس کو ہر وقت کھلا رہنے دو۔

چاہِ زمزم پہلے فرش سے اُٹھا ہوا ایک کمرہ کی شکل میں ہوتا تھا۔ اب وہ کمرہ ہٹا دیا گیا ہے اور فرش سے نیچے سیڑھیاں بنا کر انڈر گراؤنڈ پائپ لگا دئے ہیں اور ٹونٹیاں لگا دی ہیں۔ کنوآں بھی ہے۔ کوئی جتنا پانی چاہے پیئے اگر حرم شریف میں بیٹھے رہو تو پانی پلانے والے صراحیاں لے کر پھرتے رہتے ہیں وہ فی گلاس ایک آنہ لیتے ہیں۔

جوتے، کپڑے، سامان وغیرہ سنبھالنے کے لئے بوڑھی عورتیں حرم شریف کے مختلف راستوں پر بیٹھی رہتی ہیں۔ وہ سامان لے کر رکھ لیتی ہیں۔ لوگ جب طواف وغیرہ کر کے فارغ ہوتے ہیں تو اپنے جوتے یا سامان کچھ پیسے دے کر لے لیتے ہیں۔ ویسے حرم شریف میں جوتے وغیرہ چوری نہیں ہوتے مگر اکثر لوگوں کے ایک ہی طرح کے جوتے ہوتے ہیں اس لئے عموماً غلطی سے ایک دوسرے کے لے جاتے ہیں۔

اب تمام ملکوں کے حجاج تقریباً چلے گئے ہیں۔ پاکستان، ہندوستان اور انڈونیشیا کے کچھ لوگ باقی ہیں۔ اپنے اپنے جہاز کے نمبر کے مطابق مکّہ شریف سے مدینہ طیّبہ بھجواتے ہیں۔ اور پھر وہاں سے جدّہ اور جدّہ کی بندرگاہ سے اپنے اپنے ملک کو۔ ہم بھی انشاء اللہ چار روز میں مدینہ شریف روانہ ہو جائیں گے اور پھر وہاں کے دلکش اور دلآویز مناظر آپ حضرات کو لکھیں گے۔

بقیّہ:۔ خطبہ

کا نہ بن گیا ہو۔ اور تباہ نہ ہو گیا ہو۔ جو ایک دفعہ اس طرف قدم بڑھا لیتا ہے پھر پیچھے قدم نہیں ہٹاتا۔ اور برباد ہوتا ہی چلا جاتا ہے جس کی وجہ یہی ہے کہ شیطان اُس پر مسلّط کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ اُسے تباہی و بربادی کی طرف دھکیلتا رہتا ہے۔

اسلام نے مقدمات لڑنے اور فضول جھگڑنے سے بھی روکا ہے اور ایک کلیہ تجویز فرمایا ہے:۔

و تبسط کل البسط ... الخ

نہ تو اتنا بخل کرو کہ ضروریات پر بھی بمشکل خرچ کرنے لگو اور نہ اتنا ہاتھ کشادہ کرو کہ کل کی فکر ہی نہ رہے۔ کیونکہ ایسا کرو گے تو ایک روز تمہارے پاس کچھ بھی نہ رہے گا اور پریشان و پژمردہ ہو کر گھر میں بیٹھ جاؤ گے۔

مستحقین کی امداد

خرچ کرنے کا ایک ڈھنگ اور معتدل و اجتماعی طریقہ تلقین کر کے اور مفید انفرادی و اجتماعی تراکیب بھی بتائیں۔ وہ یہ کہ حسب حیثیت مناسب سمجھ کر صافات دیا کرو اور سال بھر میں ہوشمندانہ چال چل کر جو بچا لو اس میں سے ڈھائی فیصد زکوٰۃ نکالو۔ اور اللہ کی راہ میں صدقہ وغیرہ دیا کرو۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ۔

جو کچھ تم نے جائز طریقہ پر کمایا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔۔۔ گویا ایک طرف اسراف و تبذیر اور نمود و نمائش کے تمام مخارج روک دئے۔ کہ ان سے نہ ذات کو نفع پہنچتا ہے اور نہ قوم کو۔ اور انسان مفت میں تباہ ہو جاتا ہے اور دوسری طرف ذاتی اور قومی ضروریات پر خرچ کرنے کی نہ صرف تلقین کی، ترغیب دی بلکہ اسے اجرِ عظیم کا باعث بتایا۔ انفاق فی سبیل اللہ کے ذیل میں تمام ضروری قومی مصارف آ جاتے ہیں۔ مساجد کی تاسیس، مدارس اور یتیم خانوں کا قیام شفاخانوں، سرائوں، کنوؤں کی تعمیر وغیرہ اور اسی طرح جہاد پر خرچ وغیرہ۔ یہ سب چیزیں انفاق فی سبیل اللہ کے تحت آ جاتی ہیں۔ جس سے قومی منافع بھی ہوگا اور عنداللہ بھی انسان کو اجر ملے گا۔ یہ نظام سوائے اسلام کے اور کسی مذہب میں نظر نہیں آتا۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو نظام اسلامی کے تحت چلنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم دین و دنیا میں کامیاب و کامران ہو سکیں۔ آمین!

بقیّہ:۔ مجلسِ ذکر

یادِ الٰہی کے مختلف طریقے ہیں۔ نماز پڑھنا۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ دوسروں کو بھلائی اور نیکی کی تلقین کرتے رہنا۔ اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنا۔ حضورؐ کی سیرت، صحابۂ کرامؓ اور بزرگانِ دین کے حالات و واقعات پڑھتے اور سنتے رہنا وغیرہ۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

چند دن ہوئے حضرت مدنیؒ کے خلیفۂ خاص حضرت مولانا اصغر علیؒ صاحب انتقال فرما گئے ہیں۔ وہ میرے استاد مکرم تھے۔ عالم باعمل تھے۔ حضرت مدنیؒ کی وفات کے بعد سے اب تک گھر کے معاملات اور انتظامات وہی کرتے تھے۔ دعا کریں کہ باری تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اُن کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے آمین!

بقیہ:- اداریہ

بدیہی نتیجہ ہیں۔

ہم جناب ارشاد حسین صاحب کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اس دورِ الحاد میں جب کہ مادیت زدہ ذہنوں اور مذہب ناآشنا لوگوں میں ایک مفروضہ قائم ہو چکا ہے کہ سود کے بغیر نظامِ معیشت چل ہی نہیں سکتا اس ملک میں ایک مبارک کام کا آغاز کیا ہے۔ اور شریعت کے ایک حکم کی تعمیل کی طرف پہلا عملی قدم اٹھایا ہے۔ اس سے قبل گھانا میں جو ایک غیر مسلم حکومت ہے اور پاکستان کے بہت بعد معرضِ وجود میں آئی ہے سود کے بغیر نظامِ معیشت کامیابی سے چل رہا ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ پاکستان میں بھی یہ تجربہ کامیاب نہ ہو۔

ہماری دعا ہے کہ یہ ادارہ ملک میں بلاسود معیشت کو ترقی دینے کے لئے ایک نمونہ ثابت ہو۔ ہمارے اربابِ اقتدار اس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے ملک میں سود کو ہر اعتبار سے ممنوع قرار دے دیں۔ خدا کی نافرمانی سے ملک کو نجات دلائیں۔ اور ملک میں سماجی انصاف اور کاروبار کے مساوی مواقع بہم کریں۔ آمین!

اِک دیا اور بجھا....

یہ خبر وحشت اثر کہ حضرت مولانا قاری اصغر علی صاحبؒ اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ سیدی و مولائی شیخ العرب والعجم حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کے جاں نثاروں اور متوسلین نے نہایت رنج و اندوہ کے ساتھ سُنی۔ لاکھوں انسانوں نے ان کی جدائی میں آنسو بہائے اور ہزاروں جگہ اُن کے لئے ختم قرآن کی مجالس ایصالِ ثواب کے لئے منعقد ہوئیں۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا۔ اس اللہ کے برگزیدہ بندے نے ۴۷ سال تک دارالعلوم دیوبند کی خدمت کی اور اپنی ساری زندگی حضرت شیخ قدس سرہٗ کے آستانہ پر خدمت گزاری میں صرف فرما دی۔ خود حضرت شیخ قدس سرہ العزیز کو ان پر سب سے زیادہ اعتماد تھا۔ اور وہ حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کے صدقِ دل سے معترف تھے مرحوم کی خصوصیات اور قدر و منزلت کا اندازہ تو فقط انہی حضرات کو ہو سکتا ہے جنہوں نے اُن کی معیت کا شرف حاصل کیا ہے یا جنہیں خدا نے باطن کی نگاہیں عطا فرمائی ہیں۔ لیکن ہم دُور افتادہ، محرومِ زیارت اور بے بصیرت انسانوں کے لئے اُن کے اعترافِ عظمت و بلندی اور اوصاف و مراتبِ عالیہ کے اقرار کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کے محبوب اور چہیتے خادم تھے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ اُس آستانے کی خاک پر آسمان کی بلندیاں سرنگوں ہو کر گزرتی ہیں۔

ہم اس صدمۂ جانکاہ میں سیدی و مولائی حضرت مولانا صاحبزادہ اسعد مدنی مدظلہٗ کے غم میں برابر کے شریک ہیں، اُن کے غم کو اپنا غم سمجھتے ہیں اور بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہیں کہ وہ مرحوم کو اپنی بیکراں رحمتوں اور بے بہا انعامات سے نوازے اور بارگاہ مدنیہ کے ہم سب خوشہ چینوں اور خصوصاً حضرت صاحبزادہ صاحب کے قلبِ حزیں پر صبرِ جمیل کا انعام فرمائے۔ آمین!

انتقال پُر ملال

حاجی رب نواز صاحب سکنہ ممدال تحصیل کبیروالا ضلع ملتان ایک عرصہ تک صاحبِ فراش رہنے کے بعد چند دن ہوئے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم قطب الاقطاب شیخ المشائخ حضرت امروٹی نور اللہ مرقدہٗ سے بیعت تھے اور اپنے علاقہ کے بہت بڑے زمیندار، لیکن اللہ والوں سے تعلق نے اُن کو فقیر منش اور درویش صفت بنا دیا تھا۔ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مرحوم کا تعلق حضرت امام الاولیاء شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز سے تھا اور انہوں نے اپنے علاقے کے سینکڑوں لوگوں کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ کرایا تھا۔ اور ہمیشہ دین کے کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ باوجود زمیندار ہونے کے آپ نے اپنے صاحبزادہ حافظ عطاء اللہ صاحب کو دیوبند تعلیم کے لئے بھیجا اور وہ بحمد اللہ تعالیٰ فاضل دیوبند ہیں اور دین کی خدمت کر رہے ہیں — اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ قارئین سے اُن کی دعائے مغفرت کے لئے درخواست ہے۔

بقیہ ص۱۹ : گناہ سے نجات

مکر کیا تو عہد شکنی کا موجب ہوں گا۔ اور اس کی سزا بھی بہرحال جلد یا بدیر مجھے مل کر رہے گی"۔

آخر اس کی حالت سدھر گئی اور وہ وقت کے بہت بڑے اتقیاء اور صلحاء میں شمار ہونے لگا۔

بقیہ:- بہترین اعمال

فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بندے کو چاہیے کہ اپنے لیے اور سب مسلمانوں کے لیے دارین کی بھلائی کی دعائیں مانگتا رہے۔

(دعا) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔

ترجمہ:- یا اللہ میں تجھ سے دین و دنیا اور آخرت کی معافی اور عافیت مانگتا ہوں۔ (آمین)　(باقی آئندہ)

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کا

پروگرام

۱۸ رجون ۱۹۶۵ء بروز جمعہ

بذریعہ سندھ ایکسپریس عازم ڈیرہ نواب صاحب ہونگے

۱۹ رجون بروز ہفتہ

ڈیرہ نواب صاحب سے مولانا محمد لقمان صاحب مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر علی پور ضلع مظفر گڑھ تشریف لے جائیں گے۔

۲۰ رجون بروز اتوار

علی پور سے کوٹلہ رحم شاہ روانہ ہوں گے۔

۲۱ رجون بروز سوموار

کوٹلہ رحم شاہ میں قیام

۲۲ رجون بروز منگل

واپس لاہور روانہ ہوں گے۔

(حاجی) بشیر احمد

مولانا محمد علی صاحب جالندھری کی آمد

مورخہ ۲۱ صفر المظفر ۲۲ رجون بروز منگل بعد از نماز عشاء بخاری چوک سمندری میں حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت مرکزیہ ملتان اور محمد شریف صاحب راہی شاعر ختم نبوت تقاریر فرمائیں گے

محمد علی جانباز

صدر مجلس تحفظ ختم نبوت سمندری ضلع لائلپور

بچوں کا صفحہ

حقوق والدین

خواجہ فخر الدین بی اے بہاولپور

دورِ حاضرہ کی تعلیم اور ماحول صدیوں تک کی غلامی کا ثمر ہے اور اس میں بمشکل ہی [ادب] و آداب، تہذیب و شائستگی اور ماں باپ کی تعظیم کا سبق جو ہمارا مذہب سکھاتا ہے موجود ہے۔ لہٰذا اس تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ تعلیم سیکھیں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔ یہی وہ تعلیم ہے جو اُن کی اپنی دنیاوی زندگی کو خوشگوار بنائے گی اور دوسروں کے لیے وہ خود رحمت ثابت ہوں گے کچھ ارشادات نبوی درج ذیل کیے جاتے ہیں جن پر کاربند رہ کر دنیا کی مسرتیں اور آخرت کی سربلندیاں حاصل کی جا سکتی ہیں۔

(۱) والدین کے ساتھ حسنِ سلوک عمر میں زیادتی کا موجب بنتا ہے

حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کیا اُسے خوش خبری ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر بڑھا دیتے ہیں۔

(۲) والدین کی نافرمانی سے بڑھ کر کوئی بڑا گناہ نہیں ہے

حضرت ابوبکرؓ سے مروی ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ والدین کی نافرمانی اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں جس کا عذاب فوراً ہونا چاہیے اور جو عذاب رہ جاتا ہے وہ اس کے علاوہ۔

(۳) والدین کے ساتھ اگرچہ وہ ظلم کریں تُم نیکی ہی کرو

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کسی مسلمان کے اگر ماں باپ ہیں اور وہ صبح کو اُن کی خیریت دریافت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے دو دروازے جنت کے کھول دیتا ہے۔ اگر والدین میں سے ایک ہی ہے تو ایک دروازہ اور اگر اُس نے والدین میں سے کسی کو ناراض کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس شخص سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک کہ وہ راضی نہ ہو جائیں۔ ابن عباسؓ سے کہا گیا اگر باپ ماں ظلم کریں جب بھی۔ کہا ظلم کریں جب بھی۔

(۴) والدین کی دُعا بچوں کے حق میں بہت جلد قبول ہوتی ہے

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین دعائیں وہ ہیں جن کی مقبولیت میں کوئی شبہ نہیں۔ مظلوم کی دُعا۔ مسافر کی دُعا اور والدین کی اپنی اولاد کے لیے دُعا۔

(۵) باپ کا نام نہ لے کر پکارو۔ اس سے پہلے نہ بیٹھو اور اس کے آگے نہ چلو

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے دو اشخاص کو دیکھا اور پوچھا کہ تمہارے یہ کیا ہوتے ہیں۔ اُس نے جواب دیا یہ میرے والد ہیں۔ اس پر ابوہریرہؓ نے کہا ان کا نام نہ لو ان سے آگے نہ چلو اور ان سے پہلے نہ بیٹھو۔

(۶) والدین کو رُلانا گناہ کبیرہ ہے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ والدین کو رُلانا نافرمانی ہے اور کبیرہ گناہ میں سے ہے۔

(۷) جس کے ساتھ تمہارے والد سلوک کرتے تھے (والد کی موت کے بعد) اُن سے قطع تعلق نہ کرو ورنہ تمہارا نور بجھ جائیگا۔

سعد بن عبا الزرقی کہتے ہیں کہ اُن کے والد نے کہا: ہم لوگ مدینہ کی مسجد میں عمرو بن عثمانؓ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ عبداللہ بن سلامؓ اپنے بھتیجے کا سہارا لیے ہوئے آئے اور مجلس سے گزر گئے۔ پھر متوجہ ہوئے اور لوٹے اس کے بعد کہا کہ میں دو تین بار عمرو بن عثمانؓ کے پاس سے گزرا۔ قسم ہے اس اللہ کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا کہ اللہ عزوجل کی کتاب میں دو بار (مذکور) ہے کہ جس کے ساتھ تیرا باپ بھلائی کرتا تھا اس سے قطع تعلق نہ کرو ورنہ اس کی وجہ سے تیرا نور بجھ جائے گا۔

گناہ سے نجات

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسلام قبول کرنے کی نیت سے حاضر ہوا۔ کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے آنحضرتؐ سے عرض کیا۔

"بہت سے گناہ ایسے ہیں یا رسول اللہ! جنہیں ترک کرنے کی میں قدرت نہیں رکھتا!"

رسول اللہؐ نے فرمایا:۔

"گنیاہ تم مجھ سے صرف ایک عہد کروگے؟ یعنی جھوٹ نہ بولنے کا؟"

وہ بولا۔

"مَیں یہ عہد کرتا ہوں"۔

یہ عہد کرکے وہ واپس چلا گیا۔ اور دل ہی دل میں بہت خوش اور مسرور تھا اور کہہ رہا تھا۔

"نبی کریمؐ نے کتنی سہل اور آسان بات کا مجھ سے مطالبہ کیا ہے"؟ اس عہد کے بعد اس شخص نے چوری کا ارادہ کیا لیکن یہ ارادہ کرتے ہی دل میں خیال آیا۔

"اگر میں نے چوری کی اور رسول اللہؐ نے دریافت فرمایا تو کیا جواب دوں گا اگر اقرار کرتا ہوں تو سزا سے نہیں بچ سکوں گا اور اگر انکار کرتا ہوں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ مَیں نے جھوٹ بولا۔ اور معاہدہ کے خلاف مجھ سے حرکت سرزد ہوئی! لہٰذا بہتر یہ ہے کہ چوری نہ کروں"۔

یہ سوچ کر آخرکار وہ اپنے ارادہ سے باز آ گیا۔ اور اس نے چوری نہیں کی اس کے بعد جب بھی اس کا نفس امارہ اسے گناہ اور معصیت کی ترغیب دیتا تھا اور وہ یہ ارادہ کرتا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو گناہ سے آلودہ کرے معاً اس کے دل میں یہ خیال آ جاتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے جھوٹ نہ بولنے کا عہد لے چکے ہیں۔ اور وہ سوچنے لگتا۔

اگر مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے گناہ کا اقرار کیا تو پاداش سے نہ بچ سکوں گا۔ اور اگر

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

۱۸ جون ۱۹۶۵ء

رجسٹرڈ ایل نمبر
نمبر ۶۰۴۷

Weekly "KHUDDAMMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم "لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۸۱ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا